تعمیر حیات
لکھنؤ
پندرہ روزہ
مجلس صحافت و نشریات دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

جلد ۳۰ | ۲۵ اپریل ۱۹۹۲ء | مطابق ۲۳ ذیقعدہ ۱۴۱۲ھ | شمارہ ۱۲

سرپرست
مولانا معین اللہ ندوی
نائب ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ

ادارۂ تحریر
شمس الحق ندوی
محمود الازہار ندوی

مشاورت
مولانا نذر الحفیظ ندوی — مولانا سلمان حسینی ندوی
مولانا محمد خالد ندوی — مولانا عبداللہ حسنی ندوی
مولانا محمد رضوان ندوی — ڈاکٹر ہارون رشید

خط و کتابت و منی آرڈر کا پتہ
نیجر تعمیر حیات پوسٹ بکس نمبر 93
ندوۃ العلماء لکھنؤ 226007 (یوپی)

زر تعاون ملکی
سالانہ — پچاس روپے
فی شمارہ — ۲/۲۵

بیرون ملک فضائی ڈاک
ایشیائی ۔ یورپی ۔ افریقی و امریکی ممالک
۲۵ ڈالر

بیرون ملک بحری ڈاک
بحری ڈاک جلد ۱۰ ڈالر
نوٹ :-
ڈرافٹ سکریٹری مجلس صحافت و نشریات لکھنؤ کے نام سے بنائیں، اور دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر روانہ کریں

اس دائرہ میں اگر سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ لہٰذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ دین و ادب کا یہ خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہونچتا رہے تو سالانہ چندہ مبلغ پچاس روپے بذریعہ منی آرڈر دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔
چندہ یا خط بھیجتے وقت اپنا خریداری نمبر لکھنا نہ بھولیں ... جس نام سے پرچہ جاتا ہے اسی صراحت سے منی آرڈر کوپن پر ضرور کریں ... اور اگر جدید خریدار ہیں تو اس کی صراحت ضروری ہے۔

ادارہ

(حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی)

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی

طبیعت پر شریعت، رسم و رواج اور خواہشات پر اسوۂ نبوی اور تعلیمات نبوی کی ترجیح

جمعۃ الوداع کی تقریر جو ۲۴ رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ کو مسجد حضرت سید شاہ علم اللہ رائے بریلی میں کی گئی، اس تقریر کو محمود حسن حسنی ندوی نے ٹیپ ریکارڈر سے نقل کیا جو حضرت مولانا مدظلہٗ کی نظر ثانی کے بعد شائع کی جا رہی ہے۔

الحمد للہ الذی کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ، اما بعد!

میرے عزیز بھائیو، دوستو اور بزرگو! سب سے پہلے ہم آپ کو اس بات کی مبارک باد دیتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے رمضان المبارک کا یہ مہینہ پھر نصیب فرمایا، اور ہم کو، آپ کو اس وقت تک زندہ رکھا کہ ہماری زندگی میں ایک بار پھر یہ مبارک مہینہ آ گیا، آپ یاد کیجئے ان لوگوں کو جو رمضان سے پہلے دنیا سے چلے گئے، یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہوا، اور اس کے بعد پھر یہ کہ آج جمعۃ الوداع (جو اس مہینہ کا بظاہر آخری جمعہ معلوم ہوتا ہے) اللہ نصیب فرما رہا ہے، اور اس کے بعد ان شاء اللہ عید کا مبارک دن بھی آئے گا، ہم آپ اللہ کا شکر ادا کریں گے روزے کی توفیق پر اور اللہ کی نعمتوں پر۔

اس وقت دور دور سے بھائی جمعہ ادا کرنے آئے ہیں۔ مختلف ذہن کے، مختلف حالات کے، مختلف طبیعتوں کے، مختلف ماحول کے، اور مختلف مجبوریوں اور دشواریوں کے، اس وقت ایسی بات کہنا ضروری معلوم ہوتی ہے کہ جو ساری عمر کام آئے، ہر جگہ کام آئے، اور ہر ایک کے کام آئے، اور یہ اللہ کی توفیق پر منحصر ہے، اور یہ بات اس لیے ممکن ہے کہ اللہ کے رسول نے کوئی بات اٹھا نہیں رکھی، اور انسان کی نجات پانے کے لیے، اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے، اللہ کی مرضی کے مطابق زندگی گذارنے کے لیے، یہاں بھی اللہ کے فضل اور اس کے انعام کے مستحق بننے کے لیے، اور اٹھائے جانے، آنکھ بند ہونے کے بعد بھی، اللہ کی نعمتوں کو پانے کے لیے اور جنت میں جانے کے لیے آپ نے کوئی بات اٹھا نہیں رکھی، آپ کا کلام، آپ کے ارشادات ایسے ہیں کہ ان میں ایک ایک ارشاد ایسا ہے کہ اگر اللہ ہمیں توفیق دے، اور ہماری قسمت اچھی ہو اور اللہ کو منظور ہو تو ساری عمر کے لیے کافی ہے اور تمام حالات کے لیے کافی ہے۔

کوئی ہم سے فرمائش کرے کہ کوئی بات ایسی کہہ دیجئے کہ ہم اس کو پکڑ لیں، ہم اس کو دل پر لکھ لیں، پلو میں باندھ لیں اور پھر ہم اس کی روشنی میں، اسی کے سایہ میں پوری زندگی گذاریں اور ہر بات کے لیے ہمیں بار بار پوچھنے کی ضرورت نہ پڑے، مسئلہ پوچھنے کی ضرورت پڑتی ہے، راستہ پوچھنے کی ضرورت پڑتی ہے، اور بہت سی چیزیں، لیکن اللہ کی رضا حاصل کرنے اور جیسی زندگی وہ چاہتا ہے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جس زندگی گذارنے کا طریقہ بتلانے کے لیے دنیا میں تشریف لائے تھے اس کے لیے بار بار پوچھنے کی ضرورت نہ پڑے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

"یَا اَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ" (سورۃ المائدۃ)

درس حدیث

اسلام میں حصول علم پر زور اور اس کی ترغیب

ڈاکٹر محمد لقمان اعظمی ندوی — ترجمہ شمس الحق ندوی

حضرت کثیر بن قیس سے روایت ہے کہ "میں دمشق کی مسجد میں حضرت ابو درداء کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اسی اثنا میں ایک آدمی ان کے پاس آیا اور عرض کیا: اے ابو درداء! میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر مدینہ منورہ سے ایک حدیث کے سلسلہ میں آیا ہوں جس کے بارے میں معلوم ہوا کہ آپ اس حدیث کے راوی ہیں میرا اور کوئی مقصد نہیں۔ حضرت ابو درداء نے فرمایا: "میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص علم کی طلب میں کوئی راستہ طے کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے راستوں میں سے ایک راستہ پر چلاتا ہے، فرشتے طالب علم کے لیے اپنے بازوؤں کو جھکاتے ہیں طالب علم کے اس عمل کی پسندیدگی کی وجہ سے عالم کے لیے زمین و آسمان کی تمام چیزیں دعائے مغفرت کرتی ہیں حتیٰ کہ مچھلیاں پانی کے اندر، عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں کے چاند کی فضیلت دیگر تمام ستاروں پر ہوتی ہے، علماء انبیائے کرام کے وارث ہیں۔ انبیائے کرام نے روپے پیسے کا وارث نہیں بنایا ہے، انھوں نے علم کا وارث بنایا ہے جس نے اس کو حاصل کر لیا (خیر کا) بہت بڑا حصہ حاصل کر لیا۔"

کتاب و سنت کے علم پر زور دینے کا مسلمانوں کی عملی زندگی کو ترقی دینے اور اس کو عروج پر پہنچانے میں بڑا دخل اور اثر رہا ہے۔ اسلام کے نظریۂ حیات میں عالم و جاہل برابر نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ"

کہو بھلا جو لوگ علم رکھتے ہیں اور جو نہیں رکھتے دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اہل علم کو غیر اہل علم سے بلند تر عطا فرمایا ہے اور دوسروں پر ان کو مقدم رکھا ہے فرمایا:

"یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ"

جو لوگ تم میں سے ایمان لائے ہیں اور جن کو علم عطا کیا گیا ہے خدا ان کے درجے بلند کرے گا۔

اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی قوم میں جو اس زور و تاکید کے بغیر علم کی طرف نہیں متوجہ ہو سکتی تھی ن قلم کی قسم فرما کر علم پر زور دیا، کتابت و تحریر میں یہ قوم بہت پیچھے تھی اس میں کتابت نایاب و نادر تھی۔ چند لوگ ڈھونڈھے سے ملتے جو پڑھنا لکھنا جانتے ہوں، وہ قوم جس کے لیے یہ مقدر ہو چکا تھا کہ:

"کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ"

مومنو! جتنی امتیں (یعنی قومیں) لوگوں میں پیدا ہوئیں تم ان سب سے بہتر ہو کہ نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور برے کاموں سے منع کرتے ہو۔

اس قوم کے لیے لازم و ضروری تھا کہ علم میں ترقی کرے اس لیے کہ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی ذمہ داری اس کی متقاضی تھی کہ یہ قوم علم کی طرف متوجہ ہو، اور اس کو حصول علم پر ابھارا اور آمادہ کیا جائے تاکہ وہ اسلامی عقیدہ اور اس کے دستور حیات کو دنیا کے گوشہ گوشہ میں پہنچانے کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو سکے، اسلام کے علم پر زور دینے کی مزید تاکید اس سے معلوم ہوتی ہے کہ پہلی وحی کی ابتدا علم و قلم ہی کے ذکر سے ہوتی ہے، فرمایا:

"اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَ رَبُّکَ الْاَکْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ"

(اے محمدؐ) اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھو جس نے (عالم کو) پیدا کیا جس نے انسان کو خون کی پھٹکی سے بنایا، پڑھو اور تمہارا پروردگار بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جن کا اس کو علم نہ تھا۔

یہ خطاب اس نبی امی سے ہو رہا ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ نے یہی مقدر فرمایا تھا کہ وہ لکھنا پڑھنا نہ جانتا ہو تاکہ آپ جو کچھ فرمائیں اور وحی کی باتیں سنائیں لوگ یہ نہ کہیں کہ کسی سے پڑھ کر آئیں ہیں (ایک بڑی حکمت تو یہی معلوم ہوتی ہے) اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے علم اور علماء کی طرف غیر معمولی توجہ فرمائی چنانچہ علم اور مطالعہ کا شوق دلانے اور اس پر آمادہ کرنے والی، علم اور علماء کے مقام بلند کو بتلانے والی احادیث سے کتب احادیث بھری پڑی ہیں یہ مختلف النوع اور بے شمار احادیث اس امت کی خدائی انداز سے تربیت اور مذکورہ زبردست تکوینی ذمہ داری کو سنبھالنے کے سلسلہ کی ایک کڑی ہیں۔ حضرت ابو درداء کی حدیث ان احادیث میں سب سے بہتر حدیث ہے جو اس ذمہ داری کو واضح کرتی ہیں اس حدیث کا سب سے پہلا لفظ "سلک" ہے جس کے لغوی معنی یہ ہیں کہ آدمی جس راستہ پر چل پڑا ہے اسی پر چلتا جائے اس لیے کہ علم ایسا سمندر ہے جس کا ساحل نہیں، لہٰذا علم کے راستہ پر برابر چلتے رہنا چاہیے تاکہ طالب علم کو علم کا کوئی قطرہ نصیب ہو جائے۔

حضرت امام شافعی کا مقولہ ہے "علم تمہیں اپنا تھوڑا سا بھی حصہ اس وقت تک نہیں دے سکتا جب تک کہ تم اس کو اپنا سب کچھ نہ دے دو۔"

اس کے بعد حدیث میں "یبتغی" کا لفظ آیا ہے جس کے معنی ہیں طلب علم میں مخلص و شائق ہونا، اس لفظ سے پہلے لفظ کی تاکید و وضاحت ہوتی ہے اس کے بعد وہ لفظ آتا ہے جو اپنے اندر بہت سے معانی سموئے ہوئے ہے "علماً" نکرہ کا صیغہ ہے جو علم کی ہر قسم پر مشتمل ہے سب سے اول تو وہ ایمان کے پانچوں ارکان اور اسلامی اصول و ضابطے اور شریعت میں حرام کی ہوئی پانچ بنیادی چیزیں جو ذیل کی آیت میں اس طرح کھول کر بیان کر دی گئی ہیں:

"قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَ مَا بَطَنَ وَ الْاِثْمَ وَ الْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَ اَنْ تُشْرِکُوْا بِاللّٰہِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِہٖ سُلْطٰنًا وَّ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ"

کہہ دو کہ میرے پروردگار نے تو بے حیائی کی باتوں کو ظاہر ہوں یا پوشیدہ اور گناہ کو اور ناحق زیادتی کرنے کو حرام کیا ہے اور اس کو بھی کہ تم کسی کو خدا کا شریک بناؤ جس کی اس نے کوئی سند نہیں نازل کی اور اس کو بھی کہ خدا کے بارے میں ایسی باتیں کہو جن کا تمہیں کوئی علم نہیں۔

معاشرت و معاملات کے احکام، تجرباتی اور جدید قانونی علوم کا پڑھنا اور سیکھنا بھی ان علوم میں سے ہے جن کے سیکھنے کا شریعت اسلامی نے حکم دیا ہے اور اس طرف رہنمائی کی ہے، اس لیے کہ یہ علوم تمدن و ترقی اور زندگی کے دیگر میدانوں میں آگے بڑھنے کا ذریعہ ہیں خصوصاً فوجی طاقت موجودہ زمانہ میں جنگ کا سارا انحصار علم ہی پر ہے ذیل کی آیت قرآنی میں اسی طرف اشارہ فرمایا ہے

"وَ اَعِدُّوْا لَھُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّۃٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَیْلِ تُرْھِبُوْنَ بِہٖ عَدُوَّ اللّٰہِ وَ عَدُوَّکُمْ"

اور جہاں تک ہو سکے (فوج کی جمعیت کے) زور سے اور گھوڑوں کے تیار رکھنے سے ان کے (مقابلہ کے) لیے مستعد رہو کہ اس سے خدا کے دشمنوں اور تمہارے دشمنوں پر ہیبت بیٹھی رہے گی۔

ہاں یہ ضرور ہے کہ ان جدید سائنسی اور تجرباتی علوم کا حصول مغربی تہذیب و طرز فکر پر نہ ہو، بلکہ ضروری ہے کہ ہمارا علم جدید کا ماہر اپنے اندر ایسا کمال پیدا کرے کہ ان علوم مغربی اصولوں سے آزاد کر کے ہمارے اسلامی اصولوں سے جوڑ دے فکر و عقیدہ کے اعتبار سے بھی اور ثقافت و تمدن کے اعتبار سے بھی۔

علم کی ترغیب و تشویق میں مختلف انداز سے کثرت سے احادیث ہیں مثلاً علماء کے لیے ملائکہ کا دعا کرنا، مچھلیوں کا پانی میں دعا کرنا، زمین و آسمان کی تمام چیزوں کا عالم کے لیے دعا کرنا وغیرہ ایسی تشبیہات اور مثالوں کے ذریعہ جن سے بات پوری طرح واضح ہو جائے اور علم کی

(باقی ص ۱۳ پر)

ترجمہ:۔ اے اللہ کے نبی جو کچھ آپ پر اتارا گیا ہے سب پہونچا دیجئے اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو رسالت اور نبوت کا حق نہیں ادا ہوا۔

تو آپؐ نے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی آپ کے ارشادات تو بہت ہیں، اور صحابہ کرامؓ جن سے بڑھ کر کوئی قدردان نہیں ہوسکتا، عاشق رسولؐ نہیں ہوسکتا، شمع کے پروانے کیا چیز ہیں وہ شمع رسالت کے لیے پروانوں سے بڑھ کر پروانے تھے، ان کو دین کی باتوں سے سیری نہیں ہوتی تھی، لیکن کسی صحابی نے ایک مرتبہ عرض کیا یا رسول اللہ، آپ کوئی ایسی بات بتا دیجئے جس کو میں پکڑ لوں دامن میں باندھ لوں، دین کی باتیں بہت ہوگئی ہیں، احکام و مسائل بہت ہیں، اور پورا اللہ کا کلام ہی ہے، قرآن مجید ہے، لیکن کوئی ایسی بات بتا دیجئے جسے میں اپنا دستور العمل بنالوں اور ہمارے لیے کافی ہوجائے، آپؐ نے فرمایا، آپؐ نے بتایا: قُلْ رَبِّیَ اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقِمْ (ایک مرتبہ دل سے کہہ دو میرا پروردگار اللہ ہے، پھر اس پر جم جاؤ)۔

اب اس وقت میں آپ کو ایک حدیث سناؤں گا، اگر آپ اس کو اپنے ساتھ لے گئے، یہاں چھوڑ نہیں گئے، یہ پختہ ارادہ کرکے گئے کہ اس حدیث پر عمل کرنا ہے تو یہ زندگی بھر کے لیے کافی ہے، اور وہ حدیث ایسی ہے جو چونکا دینے والی ہے، وہ پوری زندگی کا دستور العمل اور مکمل ہدایت نامہ ہے، اور دین و دنیا کی کامیابی کی ضامن ہے، آپؐ نے فرمایا:

"لایؤمن احدکم حتی یکون هواه تبعاً لما جئت به"

(تم میں سے کوئی شخص صاحب ایمان نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی خواہشات اس کے تابع نہ ہوجائیں جس کو میں لے کر آیا ہوں)۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر تواضع دنیا میں کسی کے اندر ہو ہی نہیں سکتی، لیکن اس موقع پر آپ نے جو لفظ استعمال کیے ہیں ان میں پیغمبرانہ غیرت بھی جھلکتی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے کتنی زور سے بات کہی، اور آپ نے اس وقت مقام رسالت کا خیال کیا اپنی بشریت کا اور بہت سی چیزیں جو مشترک ہیں ان میں سے کسی کا خیال نہیں کیا، اس میں تواضع سے کام نہیں لیا، بلکہ اپنے منصب اور مقام کو سامنے رکھا، بہت جوش کے ساتھ جیسے کوئی بات کہی جاتی ہے، اور للکار کر کہی جاتی ہے سوئے ہوئے کو جگا کر اور جاگتے ہوئے کو ہلا کر اس کو متوجہ کرکے بات کہی جاتی ہے، اس طرح فرمائی کہ کوئی صاحب ایمان نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی خواہش نفسانی، اس کی خواہشات، اس کے عادات و اطوار، اس کے مصالح و منافع، اس کے ماحول کے رسم و رواج ذلت و عزت کے پیمانے اس کے مطابق نہ ہیں، اور اس کے تابع نہ ہوجائیں جس کو میں لے کر آیا ہوں، تبعاً لما جئت به اور اس میں آپ نے بالکل تواضع سے کام نہیں لیا، واحد متکلم کا صیغہ استعمال کیا، جو عربی جانتے ہیں وہ اس کو سمجھتے ہیں پھر عربی میں "هوی" کا لفظ جو ہے اس میں خواہشات، لذات، فوائد و منافع مصلحتیں، خوف اور لالچ کے اسباب سب آجاتے ہیں، یعنی زندگی کا پورا نقشہ اندر کا بھی باہر کا بھی، اندر کا کیا؟ اندر کی خواہشات، باہر کا کیا؟ باہر کی عادتیں باہر کا ماحول، اس کے تقاضے اور لوگوں کی امیدیں، کسی چیز کا ڈر کہ ہم نے یہ نہیں کیا تو یہ نقصان ہوجائے گا، یا ہماری طرف انگلیاں اٹھ جائیں گی اور ہمیں لوگ بدنام کریں گے، ہمیں ذلت و حقارت کی نگاہ سے دیکھیں گے، ہمارا اتنا زبردست مالی نقصان ہوجائے گا، ہم منہ دکھانے کے قابل نہیں رہیں گے، ہم سر اٹھا کر چل نہیں سکیں گے، ہم گھر میں جائیں گے تو ہمیں اس کا بھی ڈر ہے کہ گھر میں انگلیاں اٹھیں اور گھر والے شکایت کریں کہ ہمارے خاندان میں یہ ہوتا آیا ہے، ہماری برادری میں یہ ہوتا آیا ہے، ہمارے ماحول میں یہ ہوتا آیا ہے، یہ کیسی شادی کردی لڑکی کی، یہ کیسے لڑکے کا نکاح کردیا، اور اس طرح رخصت کردیا، وہ ساری دھوم دھام کہاں گئی؟ اس کے جو لوازمات تھے اور اس میں شان و شوکت کے جو مظاہرے تھے اور جو حیثیت عرفی ہماری ہے، اور ہماری جو سوشل پوزیشن ہے، اور ہمیں جس نظر سے دیکھا جاتا ہے، اور ہماری جو عزت ہے محلہ میں اور خاندان میں اس سب کے مطابق آپ نے کچھ نہیں کیا، سب پر پانی پھر گیا اور سب پر دھول پڑ گئی، انگلیاں اٹھنے لگیں، دیکھو یہ جا رہا ہے [illegible] پاس پیسہ نہیں رہا، انھوں نے ایسی شادی کردی، دیکھو یہ اپنے ہونہار فرزند کو دینیات پڑھوا رہے ہیں، کوئی اچھی نوکری نہیں ملے گی، یہ بچہ کیا کمائے گا؟ کیا کھائیگا؟ کیا پہنیگا؟ اور کیا کھلائے گا؟ اور فلاں صاحب نے سود چھوڑ دیا نہیں لیا، اور فلاں نے بہن کو حصہ دے دیا، ایسی پچاسیوں باتیں ہیں۔

تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب اس کے دل کی چاہت اور جو عادتیں ہیں، رسمیں ہیں، معیار ہیں، اور جس کی جو حیثیت ہے اس کے لیے یہ قانون بن جاتا ہے کہ اپنے لڑکے کی شادی کرے گا تو اس معیار سے، دعوت کرے گا تو اس معیار سے، کپڑے پہنے باہر نکلیگا تو ایسی سواری ہوگی ایسا لباس ہوگا، اور فلاں سے ملے گا، فلاں سے نہیں ملے گا، ملنے اور نہ ملنے کے لیے بھی کوئی فیصلہ کن بات نہیں ہے کہ اس کا حق ہے جو اس کا عزیز ہوتا ہے اس کا یہ رشتہ ہے، اس پر اللہ کے یہ عائد کردہ حقوق ہوتے ہیں، کس سے ملنے میں عزت ہے، کس سے ملنے میں بے عزتی ہے، کس سے ملنے میں فائدہ ہے کس سے ملنے میں نہیں، کہاں بیٹھے کہ لوگ دیکھیں اور اشارے کریں کہ دیکھو کیسے معزز آدمی کے ساتھ بیٹھا ہے، اور کہاں بیٹھا عیب کی بات سمجھی جائے گی، یہ بھی ملاؤں میں ہو گیا، دیکھو کہاں بیٹھا ہے، مسجد جانے لگا ہے، اس کو بھی کسی کی ہوا لگ گئی، یہ سارے معیار ہیں اور یہ ساری شرطیں، حضورؐ فرماتے ہیں یہ سب میری لائی ہوئی تعلیم، میں جو شریعت مبین لے کر کے آیا ہوں، یہ حلال یہ حرام، یہ جائز یہ ناجائز، یہ مکروہ یہ مستحب ہے، یہ دنیا داری ہے، یہ دین داری، یہ خدا کی مرضی ہے، یہ اس کی نافرمانی، یہ شریعت ہے یہ شریعت کے خلاف، جو شخص جب تک یہ طے نہ کرے گا کہ اچھی بات وہ ہے جو اللہ اور اس کے رسولؐ نے کہی، چاہے اس سے عزت ملتی ہو چاہے بے عزتی ہوتی ہو، چاہے گھر لٹ جاتا ہو، کھانے کو کچھ نہ رہتا ہو، یہ باتیں کچھ نہیں ہیں، فیصلہ کن بات یہ ہے کہ شریعت کے مطابق ہے، یہ شریعت کے خلاف، ہم علم رکھنے والے سے پوچھیں گے اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تقریبات کیسی ہوتی تھیں۔

ایک بڑے صحابی جو عشرہ مبشرہ میں ہیں یعنی وہ ان دس خوش قسمت صحابہ میں شامل ہیں جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی زندگی ہی میں نام لے کر کہہ دیا کہ یہ جنتی ہیں، حضورؐ کو بتا دیا گیا کہ یہ جنت میں جائیں گے ان ہی میں ایک حضرت عبدالرحمن بن عوف بھی تھے، پھر مہاجر بھی تھے، مکہ مکرمہ سے ہجرت کرکے آئے تھے، قریشی تھے، آپؐ ہی کے قبیلہ کے تھے، اور ممکن ہے اوپر جاکر کئی کئی رشتے نکلتے ہوں، آپس میں برادری میں شادیاں ہوتی ہیں، اور بڑی بات یہ کہ تھوڑے سے آدمی مکہ معظمہ سے آئے تھے، اور جب کوئی کسی ملک سے کسی دوسرے ملک کو جاتا ہے تو عام طور سے قریب قریب رہتا ہے، ذرا آسانی ہوتی ہے، ایک دوسرے کی ضرورتوں کو سمجھتا ہے، ایک دوسرے کی ضرورتوں کو جانتا ہے، اور ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی کرتا ہے، معیار کو سمجھتا ہے، چنانچہ بمبئی کے لوگ جو تاجر تھے سب کراچی جاکر ٹھہرے، یہ کاروباری شہر ہے، تجارتی مرکز ہے، میمن لوگ اور جو پنجابی کہلاتے تھے جن کا کاروبار بمبئی میں دہلی میں ہر جگہ تجارت کا تھا، وہ لاہور میں رہے یا کراچی میں، اکثر لوگ کراچی میں مقیم ہوئے، اس لیے کہ ہر ایک دوسرے کی زبان سمجھتا ہے، اور ایک دوسرے کو سمجھتے ہیں، آپس میں ہمدردی ہوتی ہے، رشتہ داریاں بھی ہوتی ہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے حضرت عبدالرحمن بن عوف حضورؐ کے قریب ہی رہے ہوں گے، اور مدینہ طیبہ اس وقت کوئی بہت بڑا شہر بھی نہیں تھا، تعجب ہے، حدیث کی روایت ہے، ماننا پڑتا ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، لباس کچھ زیادہ اچھا تھا، خوشبو آرہی تھی، عطر لگا ہوا تھا، آپؐ نے فرمایا! عبدالرحمن خیریت ہے، کیا بات ہے؟ بے تکلفی میں آپ نے پوچھ لیا، انھوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ میں نے شادی کی ہے اس لیے یہ عطر وغیرہ ہے، ہم نے بڑے مجمعوں میں کہا، علماء کے سامنے کہا کہ آج تک کسی حدیث یا سیرت و تاریخ کی کتابوں سے پتہ نہیں چلتا کہ آپ نے ایک حرف بھی زبان سے شکایت کا فرمایا ہو، کسی شہر یا قصبہ میں کوئی تقریب ہو، کسی بہت جاننے والے کی

تو کہا جاتا ہے کہ خبر تو کی ہوتی چاہے ہم نہ آسکتے، دعا کردیتے، اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر دعا کسی کی ہوسکتی ہے، کچھ نہیں کچھ نہیں دعا کے لیے تو خبر کرتے کہ یا رسول اللہ میں شادی کرنے جارہا ہوں، دعا فرمائیے، اللہ مبارک فرمائے اور آپس میں الفت دے۔

یہ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کی عقل ایمانی تھی کہ ہم جتنی دیر کے لیے آپ کو تشریف رکھنے کی دعوت دیں گے اتنی دیر میں معلوم نہیں وحی کا کتنا حصہ نازل ہوجائے گا، اور کیا معلوم، کوئی روزنامچہ ہوتا کہ کل کون سا حصہ نازل ہوا، آج کون سا حصہ نازل ہوا، تو ہم یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ جو وقت حضرت عبدالرحمن بن عوف کے یہاں شادی کا تھا اس وقت بھی قرآن مجید کی کوئی سورہ یا اس کا کوئی حصہ نازل ہو رہا تھا، وہ جگہ اس کے لیے مناسب نہیں تھی، اس کے لیے آپ کی اپنی جگہ تھی، پھر ہوسکتا ہے کہ اس وقت میں کئی آدمیوں نے اسلام قبول کیا ہو آپ نے ایک حرف شکایت کا نہیں کہا، انھوں نے ایک حرف معذرت کا نہیں کہا کہ یا رسول اللہ آپ کو زحمت ہوتی، یہ مجبوری تھی، وہ دشواری تھی، کچھ نہیں کہا، خود انھوں نے معذرت کی ضرورت کبھی نہ آپ کے دل میں شکایت پیدا ہوئی، اس طرح شادیاں ہوتی تھیں۔

اسی طریقے اور باتیں ہیں، پانچ وقت کی نماز ہے، سب سے پہلے عقیدہ کی بات ہے، معلوم کیجئے کیا توحید ہے، کیا شرک ہے اور کیا ایمان ہے، کیا کفر ہے، اور پھر اس کے بعد احکام ہیں، فرائض ہیں، پانچ وقت کی نمازیں ہیں، آپ کچھ کر لیجئے مگر ان پانچوں نمازوں کا اپنے وقت پر پڑھنا لازمی ہے، یہ جمعۃ الوداع ہے، چاہے وہ چار آدمیوں کے ساتھ ہو، اور جمعۃ الوداع پانچ سو آدمیوں کے ساتھ ادا ہوتا ہے، اور عید کی نماز اس سے بڑی دھوم دھام سے ہوگی، لیکن نماز نماز ہی ہے چاہے جانماز بچھا کر پڑھنا پڑے، مٹی پر پڑھنا پڑے، جنگل میں پڑھنا پڑے، وہ جمعۃ الوداع کی نماز سے جو ابھی پڑھی گئی، اور اس سے بھی بڑھ کر خانہ کعبہ میں جو پڑھی گئی ہے، اس سے بھی وہ کم نہیں ہے، یعنی اللہ کا حکم ہونے میں اور اس پر عمل کرنے میں سب برابر ہیں اب جو نمازیں آئیں گی ان کا مرتبہ بھی ہوگا، ان کے پڑھے بغیر فرض ادا نہیں ہوگا، آپ نے فجر کی نماز چھوڑ دی، چاہے آپ اپنا گھر لٹا دیجئے آپ سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ گھر کیوں لٹا دیا، آپ سے یہ پوچھا جائے گا کہ فجر کی نماز کیوں نہیں پڑھی۔

سب سے پہلے عقیدہ کا درجہ، اس میں بھی سب سے پہلے توحید پھر رسالت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ اس کے ملے بغیر کوئی نجات نہیں پاسکتا، چاہے کوئی ہو، جب تک آپ کو آخری پیغمبر آپ کی شریعت کو آخری شریعت نہ مان لے، اور اس پر چلنے نہ لگے۔

نماز کے بعد پھر زکوۃ کا درجہ ہے، معلوم نہیں کتنے بھائی ایسے ہیں جن پر زکوۃ فرض ہے، کسی سے پوچھتے ہی نہیں کب زکوۃ فرض ہوتی ہے؟ کتنی مقدار میں زکوۃ فرض ہوتی ہے، عالموں سے پوچھنا چاہیے، اور کئی بھائی ہوں گے حج ان پر فرض ہو چکا ہے مگر کسی سے پوچھتے نہیں کیسے حج فرض ہوتا ہے اس کی کیا صورت ہے، بس ایک رسم و رواج پر زندگی چل رہی ہے، عید کی بقرعید کی نماز بڑی دھوم دھام سے پڑھ لیں گے، اور کسی سے کچھ پوچھا، معلوم کرنا نہیں، اور پھر شادی، اور یہ رسم و رواج نہیں ہے، سب شریعت کے کام ہیں، بیٹے کی شادی کرنا اور بیٹی کو رخصت کرنا، یہ سب شریعت کا حکم ہے، اور شریعت کی طرف سے ہدایات ہیں، دین کا کام ہے، مگر اسے ویسا ہونا چاہیے جیسا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے۔

پھر اس کے بعد یہ فضول خرچیاں ہیں، سودی قرض ہے، اسراف ہے، نام و نمود کے لیے شہرت کے لیے بڑی بڑی دعوتیں کرنا، حکام کی خوشامد کرنا، ان سے تعلقات پیدا کرنا کچھ کام نہیں آئے گا۔

"حتی یکون هواه تبعاً لما جئت به"۔

"هوی" کا لفظ ایسا کہہ دیا جو سب پر صادق آتا ہے، جس کو دل چاہتا ہے، جس سے دل خوش ہوتا ہے، جس سے تعریف ہوتی ہے، جس سے دل کو اطمینان ہوتا ہے، یہ سب معیار اس کے تابع اس کے پیرو نہ ہوجائیں اس کے قدموں کے نیچے نہ آجائیں جس کو میں لے کرکے آیا ہوں، حضورؐ فرماتے ہیں تبعاً لما جئت به، جو حدیث سے اشتغال رکھتے ہیں، سیرت نبویؐ کا مطالعہ کرتے ہیں وہ سمجھیں گے۔

آخری بات یہ ہے کہ اپنی آئندہ نسل کی حفاظت کیجئے، مکتب قائم کیجئے دینی تعلیم کو رواج دیجئے، قریب مدرسہ ہے وہاں اپنے بچوں کو بھیجئے کہ محلے محلے کے بچے، برادری برادری کے بچے اور وہ اس قابل ہوجائیں کہ قرآن کو پڑھنے لگیں، دینی کتابوں کو سمجھنے لگیں، عقائد و فرائض اور احکام سے واقف ہوجائیں گے تب ہی مسلمان رہ سکیں گے، یہ آپ کو بتا دیتا ہوں اس وقت بڑا خطرہ پیدا ہو گیا ہے، لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات ہے کتابوں میں بھی آگئی ہے، تحریروں میں بھی آگئی ہے، اخباروں میں بھی آگئی ہے کہ اس ملک میں بس ہندوستانی بن کر رہنا چاہیے، یہ ہندو مسلمان کا فرق جو ہے صحیح نہیں، بات بات میں کہنا کہ ہم مسلمان ہیں، اس کے لیے ہم قرآن شریف پڑھ سکیں، دینی مذہبی کتابیں پڑھ سکیں، اردو پڑھ سکیں، یہ سب کچھ نہیں یہاں بس ہندوستانی بن کر رہنا چاہیے، اور صرف کھانے پینے کی فکر کرنی چاہیے کہ ہم اس کے قابل ہوں اور ہم یہاں کی زندگی میں کھپ جائیں اور کوئی چیز ضروری نہیں۔

تو اس وقت بہت خطرناک منصوبہ چل رہا ہے، مسلمانوں کے ذہنوں سے جن کو اللہ نے اولاد دی ہے، یا جن کے زیر اثر ایک نئی نسل ہے، انھیں بالکل اس کی فکر نہ ہے، ان کا عقیدہ کیا ہوگا، کس شریعت کو مانیں گے، پیغمبر کو مانیں گے، اس کے حکموں کو مانیں گے، اس کی پیروی کریں گے، دیندار رہیں گے، اللہ کو راضی کرنے اور ناراض کرنے کا فرق پہچانیں گے یا نہیں، تو آپ کے لیے فرض ہے، اور ساری چیزوں سے زیادہ ضروری ہے کہ آپ مکتب قائم کریں، مدارس قائم کریں اور گھر میں بھی ایسا ماحول بنائیں، بیبیوں سے کہہ دیجئے، خواتین، مستورات سے کہہ دیجئے کہ گھر میں دینی باتیں کیا کریں، بچوں کو انبیاء کے قصے صحابہ کے واقعات، صلحاء کی حکایات بیان کیا کریں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ سنائیں کہ انھوں نے توحید کا کیا نمونہ پیش کیا، اور کس طرح سے بتا دیا کہ جن کو آپ لوگ پوجتے ہیں ان کے قبضہ میں نہیں ہے، جن کی آپ پرستش کرتے ہیں وہ کچھ نہیں کرسکتے، میں نے ان کے ساتھ کیا کیا، وہ اپنے کو بھی نہیں بچا سکے تو آپ کو وہ کیا بچائیں گے، انبیاء علیہم السلام کے قصے، سیدنا ابراہیمؑ، سیدنا موسیٰؑ اور پھر سرور کائنات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قصے سنانا اور ان سے واقف کرانا، اور محبت پیدا کرنا۔

یہ سب چیزیں ضروری ہیں، یہ چیزیں آپ اپنے ساتھ لے کر کے جائیے، عید میں لوگوں کو جلدی ہوتی ہے ملنا ملانا ہوتا ہے، اس لیے اس وقت ہم نے ذرا اطمینان سے بات کہہ دی کہ نہ کھانا ہے اور نہ کوئی اور کام درپیش ہے بس ان چیزوں کو یاد رکھئے، اور میں پھر اس حدیث کو دہراتا ہوں، "تم میں سے کوئی صاحب ایمان نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی چاہتی چیز، اس کی پسندیدہ چیز اس کے تابع، اس کے پیرو نہ بن جائے، اس کی خادم نہ بن جائے، اس کا چاکر نہ بن جائے، جس کو میں لے کر کے آیا ہوں جو شریعت لے کرکے آیا ہوں"۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی مدظلہ العالی کو صدمہ

[illegible]

امت مسلمہ کا امتیاز

اور دنیا کی زندگی کے بارے میں اسلام کا معتدل نقطۂ نظر

جناب محمد اسد صاحب — ماخوذ از انسانی دنیا پر مسلمانوں کا عروج وزوال

اسلام عیسائیت کی طرح دنیا کے متعلق بری رائے نہیں رکھتا، اس کی تعلیم ہے کہ ہم دنیاوی زندگی کی قدر وقیمت میں موجودہ مغربی تہذیب کی طرح مبالغہ نہ کریں عیسائیت دنیاوی زندگی کی مذمت کرتی ہے اور اس سے نفرت رکھتی ہے، موجودہ یورپ روح عیسویت کے خلاف زندگی پر ایسا گرتا ہے جیسے بوالہوس کھانے پر وہ اس کو نگلتا تو ہے لیکن اس کی عزت کرنا نہیں جانتا، اسلام ان دونوں کے برعکس زندگی کو سکون واحترام کی نگاہ سے دیکھتا ہے وہ زندگی کی پرستش نہیں کرتا بلکہ ایک بلند تر زندگی کے سفر کی ایک ضروری منزل سمجھتا ہے جس سے گزر جانا ہے، اس بنا پر انسان کو اس کی تحقیر اور اپنی اس دنیاوی زندگی کی بے وقعتی نہیں کرنی چاہیے زندگی کے سفر میں ہمارا اس دنیا سے گزرنا ضروری اور اللہ کے یہاں مقدر ہو چکا ہے، بس انسان کی زندگی اپنی پوری قیمت رکھتی ہے لیکن ہم کو یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ وہ محض ایک واسطہ اور آلہ ہے اور اس کی قیمت اس سے زائد نہیں جو واسطوں اور آلات کی ہوتی ہے اسلام اس مادہ پرستانہ نظریہ کا روادار نہیں جس کا قول ہے کہ میری سلطنت یہی دنیا ہے اور نہ وہ عیسائیت سے متفق ہے جو زندگی کی تحقیر کرتی ہے اور کہتی ہے کہ یہ دنیا میری سلطنت نہیں، اسلام کی راہ ان دونوں کے درمیان ہے، قرآن ہم کو اس جامع دعا کی تعلیم دیتا ہے "رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً" (اے اللہ ہم کو دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی) اس دنیا اور اس کی چیزوں کی قدر شناسی ہماری روحانی جد وجہد کے راستہ میں سنگ گراں نہیں، مادی ترقی اور خوش حالی نہ مقصود بالذات ہے اور نہ ناپسندیدہ تھی، ہماری ساری کوششوں اور جد وجہد کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ ایسے انفرادی و اجتماعی حالات و اسباب پیدا ہو جائیں اور ایسا ماحول قائم ہو جائے اور اگر موجود ہے تو ہم اس کو باقی رکھیں جو انسان کی اخلاقی طاقت کی ترقی میں مددگار ہو، اس اصول کے مطابق اسلام مسلمان میں ہر چھوٹے بڑے کام کے موقع پر اخلاقی ذمہ داری کا احساس پیدا کرنا چاہتا ہے، اسلام کا مذہبی نظام انجیل کی اس تقسیم کو ہرگز پسند نہیں کرتا کہ قیصر کا حق قیصر کو دے دو اور اللہ کا حق اللہ کو دو، اس لیے کہ اسلام ہماری زندگی کی ضروریات کو اخلاقی اور عملی قسموں میں تقسیم کرنے کا روادار نہیں، اس کے نزدیک انتخاب کا ایک ہی حق ہے اور وہ یہ کہ انسان یا تو حق کو اختیار کرے یا باطل کو، اس کے نزدیک کوئی درمیانی چیز نہیں، اس لیے وہ عمل پر زور دیتا ہے کہ وہ اخلاق کا ایک لازمی جزء ہے اسلامی تعلیمات کی رو سے ہر فرد مسلم کو اپنے آپ کو ماحول اور اس کے گرد وپیش کے واقعات کا شخصی طور پر جواب دہ سمجھنا چاہیے، اور اپنے تئیں دینی جد وجہد کے لیے مامور اور ہر وقت اور ہر سمت میں حق کے قیام اور باطل کے زوال کا ذمہ دار تصور کرنا چاہیے، قرآن کریم کا ارشاد ہے:۔

"كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ"

تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے پیدا کی گئی، نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔

(آل عمران-۱۱)

یہی بات اسلام کی جارحانہ کاروائی ابتدائی اسلامی فتوحات اور اسلامی ملوکیت کو اخلاقی طور پر حق بجانب ثابت کرتی ہے، پس اسلام استعماری ہے اگر یہ مفہوم انھیں الفاظ سے ادا ہو سکتا ہے، لیکن استعمار کی اس قسم کی محرک حکومت اور غلبہ کی محبت بالکل نہیں اور نہ اقتصادی اور خود غرضی کو اس میں کچھ دخل ہے، مجاہدین اولین کو جو چیز میدان جنگ میں بڑے ذوق و شوق کے ساتھ لے جاتی تھی وہ دوسروں کی دولت و محنت کے ذریعہ عیش وعشرت کی زندگی بسر کرنے کی لالچ نہ تھی اس کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ ایک ایسا دنیاوی ڈھانچہ بنا دیا جائے جس میں انسان کے لیے بہتر سے بہتر روحانی ترقی ممکن، اسلامی تعلیمات کی رو سے اخلاق وفضیلت کا علم انسان سے اخلاقی ذمہ داری کا مطالبہ کرتا ہے یہ بڑی بے غیرتی کی بات ہے کہ انسان نظری طور پر حق و باطل میں امتیاز کرلے پھر حق کی ترقی اور باطل کے زوال کے لیے جد وجہد نہ کرے، اسلام کی رو سے اگر انسان حق اور نیکی کے غلبہ اور حکومت کے لیے سعی وجانفشانی کرتا ہے تو وہ زندہ رہتی ہے اور پھلتی پھولتی ہے اور اگر اس کی مدد اور تقویت میں دریغ کرتا ہے اور اس کی حمایت ونصرت سے دست کشی کرتا ہے تو اس کو زوال ہو جائے گا اور وہ بالکل مغلوب ہو جائے گی۔

(مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر)

بحوالہ اسلام اینڈ دی کراس روڈ

مکتوب بمبئی بنام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی

از عبدالقادر ٹینی سہاگ پیلیس بمبئی

مخدومی ومعظمی حضرت مولانا دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

الحمد للہ ثم الحمد للہ احقر مع مولانا نیاز احمد صاحب کے بخیر وعافیت بمبئی پہونچ کر محترم جناب بھائی غلام محمد صاحب کے سہاگ پیلیس پر مقیم ہے اور حضرت والا کی ہدایت کے مطابق ہم لوگ مزاج پرسی، ہمت افزائی اور تسلی کی باتوں کی غرض سے ملاقاتیں کر رہے ہیں۔

بمبئی کیلئے جس ٹرین سے سفر کیا تھا اس کے اصل وقت کے اعتبار سے رات نو یا دس بجے تک پہونچ جانا چاہیے تھا مگر ٹرین ساڑھے بارہ بجے پہونچی تاخیر کی وجہ سے محترم محمد بھائی صاحب کے یہاں پہونچکر ان کو زحمت دینا مناسب نہیں معلوم ہوا، اس لئے رحمانیہ مدرسہ چلے گئے اور رات وہیں قیام بھی کیا اور بعد نماز فجر وہاں سے منتقل ہوئے۔ شریف وکریم میزبان نے جناب والا کے تعلق سے نہایت کریمانہ اور اعزاز والا معاملہ فرمایا اور ہم نے قیام کے علاوہ دیگر امور سے فارغ کر دینا چاہا مگر پہلے روز تو باصرار دونوں وقت اور سحر کے لئے مستقل نظم فرما دیا، جزاہم اللہ خیر الجزاء احسن الجزاء واجزلہ

محترم حضرت جناب صوفی عبدالرحمٰن صاحب، جناب اسماعیل بھائی منصوری اور دیگر ان بہت سے حضرات سے ملاقاتیں کیں اور کر رہے ہیں جن کا دارالعلوم سے قدیم سے ربط ہے۔

یہاں دو ماہ قبل جو کچھ ہوا معروف ومشہور ہے مگر مبتلی بہ حضرات سے سننے سے عجیب تاثر ہوتا ہے، اور بہت سے احساسات ہوتے ہیں، منجملہ ان کے اپنی ملت کی جہالت دین سے بھی اور دنیاوی مصالح سے بھی صاف ظاہر ہوتی ہے نیز دوسری طرف بمبئی کا وصف خاص جود وسخا بھی اس وقت پورے طور پر نمایاں ہوا حتی کہ فساد زدہ علاقہ کے لوگوں کو بھی اطمینان ہو گیا کہ حقیقۃً ان کا کوئی پرسان حال ہے، بعض جگہ غیر مسلم جو فساد کی وجہ سے مسلم علاقوں میں پھنسے تھے مسلمانوں کے اس وقت کے وقتی اسلامی اخلاق سے بہت متاثر ہوئے، اور بعض پورے خاندان نے اسلام بھی قبول کیا، جوگیشوری کے علاقہ میں بھی فساد زدہ مردوں، عورتوں کی تعداد ہزاروں کی تھی ان کی قانونی دوا علاج کی اور خورد ونوش کی ہر طرح خدمت کے ساتھ مردوں نے مردوں میں اور عورتوں نے عورتوں میں دینی تعلیم کی خدمت انجام دی جس کا بہت بڑا فائدہ محسوس ہوا۔ قانونی کاروائی، دوا علاج خورد ونوش کا نظم، تعلیم وتربیت ہر ایک کے لئے مستقل جماعت بنادی گئی تھی۔ بعض علاقوں میں فساد زدہ چھوٹے طبقہ کے لوگوں کو حسب سابق کاروبار مہیا کر دیا گیا ایک عجیب تواد وتراحم کی فضا بنی، بعض علاقوں میں گھنٹوں میں لاکھوں کی رقم فراہم ہو گئی وغیرہ وغیرہ عجیب وغریب مناظر سامنے آئے۔

الحمد للہ ہم بخیر ہیں اور باطمینان ملاقاتیں کر رہے ہیں ایک ہفتہ بعد گجرات کے سفر کا ارادہ ہے۔ تاج المساجد کی جانب سے مولانا احسن صاحب ندوی اور مولانا محبوب الرحمٰن صاحب ندوی ہمارے لئے رہبری کا کام کر رہے ہیں، دونوں حضرات سلام عرض کرتے ہیں۔

فقط والسلام

دعاگو: عبدالقادر، نیاز احمد اعظمی

عہد عباسی میں مجالس مذاکرہ

پروفیسر محمد اجتبا ندوی صدر شعبہ عربی وفارسی الہ آباد یونیورسٹی

آپ نے خلفائے راشدین اور ان کے بعد اموی دور میں درباری اور عوامی مجالس مذاکرہ جس کو آج کی اصطلاح میں سمینار یا سمپوزیم کہہ لیجئے اس کے چند مختصر نمونے پڑھے ہیں۔ اس طرح مجلسیں صرف خلفاء وسلاطین کے درباروں میں ہی نہیں منعقد ہوا کرتی تھیں بلکہ علماء کی مجلسوں، مسجدوں اور مدرسوں کے حلقوں بلکہ عوامی سطح پر بھی اس کی مثالیں پائی جاتی ہیں، چونکہ عہد عباسی میں علمی، ثقافتی، تمدنی اور عمرانی ترقیاں غیر معمولی حد تک بڑھ چکی تھیں اس لیے یہ مجلسیں بھی زیادہ شاندار، قیمتی، وسیع اور اعلیٰ پیمانہ پر ہوا کرتی تھیں جن میں علماء، ادباء اور شعراء کی بڑی تعداد شریک ہوتی تھی، اور علم وفن کے لحاظ سے متنوع قسم کی بحث وتحقیق ہوا کرتی تھی، ان علمی مباحث اور ثقافتی مذاکروں کے علاوہ فن کاروں اور نغمہ سنجوں کی محفلیں ہوا کرتی تھیں جن میں ادب وفن کا عنصر غالب رہتا تھا، اس میں شعر اور فن شعر پر تبادلۂ خیال ہوتا اور غزل واشعار میں جو الفاظ استعمال ہوتے ان کے معنی ومفہوم کی تفسیر وتوضیح اور اس پر اظہار خیال ہوتا اس کے نتیجہ میں کبھی کبھار شام غزل ایک سنجیدہ ادبی وعلمی مجلس مذاکرہ میں تبدیل ہو جاتی تھی۔

خلفائے بنو عباس میں سب سے زیادہ اعلیٰ اور ستھرا ادبی وعلمی وثقافتی ذوق خلیفہ ہارون رشید اور ان کے جانشین شہزادہ مامون رشید کا تھا اس لیے بڑی یادگار مجلسیں ہوتیں اور عظیم وممتاز علماء، ادباء اور شعراء شریک بزم ہوتے، چند نام پیش خدمت ہیں:

شاعروں:۔ ابونواس، ابوالعتاہیہ دعبل، مسلم بن الولید اور عباس بن احنف

فقہاء میں:۔ امام ابو یوسف، امام شافعی اور محمد بن الحسن۔

ماہرین لغت میں:۔ ابو عبیدہ، اصمعی اور کسائی۔

تاریخ دانوں میں:۔ مشہور مؤرخ واقدی، نغمہ سنجوں میں:۔ ابراہیم موصلی اور اس کے صاحبزادہ اسحاق موصلی،

ایک ادبی مذاکرہ کا بطور مثال تذکرہ دلچسپی کا باعث ہوگا! ایک روز خلیفہ ہارون رشید کی مجلس میں مشہور ماہرین لغت سیبویہ، کسائی اور کچھ زبان وادب کے امام رونق افروز تھے کسائی نے ایک عربی جملہ استعمال کیا: "كنت اظن الزنبور اشد لسعا من النحلة فاذا هو اياها" (ای مثلها) میرا خیال تھا کہ بھڑ کے کاٹنے کی جلن شہد کی مکھی کے کاٹنے کی جلن سے زیادہ ہوتی ہے تو وہ ایسا ہی ہے۔ سیبویہ نے کہا کہ نہیں عرب اس طرح کہتے ہیں:۔ هو هي۔ دونوں میں طویل بحث ہوتی رہی آخر میں ان دونوں نے کہا کہ ہم کسی ایسے خالص عرب سے رجوع کریں جس پر شہری زبان کا اثر نہ ہو، ہارون رشید کسائی کو بہت زیادہ پسند اور اس کا احترام کرتا تھا کیونکہ خلیفہ ہونے سے قبل کسائی نے اسے پڑھایا تھا چنانچہ ایک بدوی کو بلوایا تو اس نے جملہ اسی طرح ادا کیا جس طرح کہ سیبویہ نے کہا تھا، تو ہارون رشید نے اس سے کہا کہ ہم تو چاہتے ہیں کہ تم جملہ اس طرح ادا کرو جیسا کہ کسائی کہتے ہیں تو بدوی نے جواب دیا کہ میری زبان اس جملہ کو ادا کرنے پر قدرت نہیں رکھتی ہے، لیکن لوگوں نے اس کو اس بات پر راضی کر لیا، اور اس نے کہا کہ ہاں اگر مجمع میں بات ہوتی تو میں کہہ دوں گا کہ کسائی ٹھیک کہتا ہے۔

چنانچہ جب مجلس منعقد ہوئی تو بدوی نے کہہ دیا کہ کسائی کی بات درست ہے۔ سیبویہ کو اندازہ ہو گیا کہ اس سلسلہ میں تعصب سے کام لیا گیا ہے اور کسائی کی بے جا حمایت کی گئی ہے۔ چنانچہ وہ بغداد سے انتہائی کبیدہ خاطر اور رنجیدہ روانہ ہوا اور غم واندوہ اور افسوس وملال کے اثر سے بہت جلد وفات پا گیا۔

خلیفہ ہارون رشید کے دربار میں ایک فقہی مذاکرہ ہوا اس میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد امام محمد بن حسن شیبانی اور کسائی میں بحث چھڑ گئی، امام محمد نے کہا کہ کسائی کو فقہ کا کیا علم؟ وہ کچھ زبان وادب کے بارے میں علم رکھتا ہے۔ کسائی نے جواب دیا کہ جس شخص کو کسی ایک علم میں تبحر وگہرائی حاصل ہو جاتی ہے تو وہ ہر علم کی تہ تک پہونچ سکتا ہے، امام محمد نے اس کا امتحان لینے کے لیے ایک سوال کیا کہ بتاؤ اگر کسی شخص سے سجدۂ سہو میں سہو ہو گیا تو کیا وہ دوبارہ سجدہ کرے گا کسائی نے کہا کہ نہیں امام محمد نے دریافت کیا کہ کیوں؟ وجہ کیا ہے؟ کسائی نے جواب دیا کہ نحویوں کا کہنا ہے کہ: "المصغر لا يصغر" اگر کوئی چھوٹی سی ہی ہو تو اسے مزید چھوٹا نہیں کیا جاتا!

خلیفہ ہارون رشید کے بعد اس کے صاحبزادہ مامون رشید کے عہد میں علمی اور فکری مجلسیں اور تحقیق وبحث کمال عروج پر پہونچا اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ وہ خود بہت بڑا عالم اور مفکر تھا اس نے اپنے دربار میں اپنی وسیع وعظیم سلطنت کے گوشے گوشے سے ہر علم وفن اور ہر زبان وادب اور ہر مسلک ومذہب اور جنس ورنگ کے علماء کو جمع کر لیا تھا اور وہ خود ہی بحث کا آغاز کرتا اور علماء کو مباحثہ اور مذاکرہ پر آمادہ کرتا تھا، وہ دانشوروں اور مفکروں وعلماء سے کہتا تھا کہ ہر ایک اپنی مقدس کتاب سے دلیل پیش کرے اور صرف قرآن پاک یا انجیل سے کوئی دلیل نہ لائے جس سے مجھے خوش کرنے یا میری مرضی کو پیش نظر رکھنا تصور کیا جائے۔ میں چاہتا ہوں کہ معاملہ میرا اور آپ کا نہ ہو بلکہ حق اور سچ ہمیشہ پیش نظر رہے اور جو بات درست، صحیح حق اور علمی بنیادوں پر یقینی ہو اسے تسلیم کیا جائے، اس طرح اس نے اپنی مجلس کے تمام علماء ودانشوروں کو یہ یقین دلا دیا تھا کہ وہ علم وفن کے معاملہ میں غیر جانبدار ہے اور صرف اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کسی ناحق بات کو حق نہ کہا جائے، یہ روح علم اور اس کی آزادی کی شاندار اور اعلیٰ مثال ہے۔

عید کی ایک مبارک باد

مولانا عبداللہ عباس ندوی

عید کی مبارک باد قبول کیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے جو روزے فرض کئے ہیں اس حکم کی تعمیل اس سال بھی ہو گئی۔ یہ بات خوشی کی ہے کیونکہ ہو سکتا تھا ہم اس فرض کی ادائیگی سے محروم رہتے۔ موت، بیماری یا کمزوری کوئی بات مانع ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے اس دن کے لئے باقی رکھا اور روزے پورے کر لئے۔ اس کے لئے ہم ایک دوسرے کو مبارک باد دیتے ہیں۔

عید کی حقیقت اس سے زیادہ نہیں ہے اور اظہار مسرت کا مفہوم اس کے سوا کچھ اور نہیں ہے۔ دوسرے مذاہب میں ایک دن تہوار کا ہوتا ہے، جس میں رنگ رلیوں کی چھوٹ مل جاتی ہے، جشن کا دن ہوتا ہے۔ اسلام میں اس قسم کے تہواروں کا کوئی سراغ نہیں ملتا۔

اگر ہم عید کو تہوار کا دن سمجھیں تو اس مفہوم میں اس کو مسرت کا دن مانیں تو ہم سے زیادہ بے غیرت قوم پر آسمان کی نظر نہیں پڑی ہوگی۔ جس قوم کے ہزارہا ہزار جوان بے دردی سے قتل کئے گئے ہوں، جس قوم کے بچے آگ میں جلائے گئے ہوں جس قوم کی عورتوں کو سڑکوں پر لاکر برہنہ کیا گیا ہو، ان کی عصمت دری کی ویڈیو فلمیں دیکھ کر دشمن خوشیاں منا رہے ہوں، جس قوم کے ہزارہا ہزار افراد جیلوں میں سڑ رہے ہوں، لاکھوں زخمی کراہ رہے ہوں، جس کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے بڑی اور چھوٹی ہر قسم کی طاقت رکھنے والے منصوبہ بنا چکے ہوں۔ قیادت سے محروم، اپنی ذات کے خود دشمن، اپنے بھائیوں اور بہنوں کی جلی ہوئی لاشوں پر اپنی قیادت کا جھنڈا بلند کرنے کے متمنی افراد جس قوم میں کثرت سے پائے جاتے ہوں وہ جشن منانے کی ہمت کرے یا جشن کے لفظ کو برداشت کر سکے ....

"انتہا ہے یہ بے حیائی کی"

دعائے صحت

دارالعلوم ندوۃ العلماء کے معاون ناظم جناب مولانا محمد طاہر صاحب ندوی ٹھوکر کھا کے اٹھتے ہوئے پھسل کر اچانک گر پڑے جس سے مولانا کے کولھے میں شدید چوٹ آگئی ہے اور فریکچر ہو گیا ہے قارئین تعمیر حیات دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مولانا کو شفائے کامل عاجل عطا فرمائے۔ (ادارہ)

صلیبی جنگوں میں شکست کے بعد اسلام کے خلاف مغرب کا نیا اور نفسیاتی منصوبہ

از شیخ محمد حسن شمس ـ ترجمہ و تلخیص: سرفراز احمد ندوی

زیر نظر مضمون مشہور عالم دین جناب محمد محمود صواف کی ایک کتاب سے مستفاد ہے، جس سے مستشرقین اور استعماری طاقتوں کی اسلام اور مسلمانوں سے جنگ کے منصوبے، حکمت عملی، طریقہ کار اور ان کے ناپاک عزائم اور جارحیت کی وضاحت ہوتی ہے۔

کوئی ایک ہزار سال یا اس سے زائد عرصہ سے یہودی، عیسائی، آتش پرست اور کمیونسٹ مسلسل اسلام کے خلاف دسیسہ کاری میں معروف اسلام کی طاقت اور قوت کو کچلنے اور تباہ کرنے کیلئے پلاننگ اور سازش کرتے رہے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اسلام آج بھی زندہ و تابندہ ہے۔ نہ اسے شکست ہوئی ہے، نہ از کار رفتہ قرار پا سکا ہے۔ کیونکہ مسلمانان عالم دینی بصیرت سے کام لے کر اسلامی اخوت کی بنیاد پر اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر جہاد کرتے رہے۔ جاہلی عصبیت کی بنا پر گروہوں اور جماعتوں میں بٹنے کے بجائے یک جان و قالب بنے رہے، چنانچہ عربی، ترکی، ایرانی سارے مسلمان شانہ بشانہ باطل کے خلاف برسر پیکار رہے۔ جس کے نتیجہ میں یکے بعد دیگرے فتح و ظفر اور کامیابی سے ہمکنار ہوتے گئے۔

صلیبی جنگوں میں مسلمانوں کے ہاتھوں پے در پے ہزیمت اٹھانے کے بعد دشمنان اسلام نے شمشیر و سناں کے ذریعے مسلمانوں کے خلاف معرکہ آرائی کا جائزہ لیا تو انھیں صاف نظر آیا کہ ان جنگوں میں انھیں جانی و مالی اور سیاسی خسارہ کے سوا کچھ ہاتھ نہیں لگا، تب انھوں نے جنگ کے ایک ایسے متبادل طریقہ کار پر غور کیا جس سے مسلمانوں کو زیر کر سکیں۔

اس ضمن میں انھوں نے سب سے پہلے اس پر غور کیا کہ ملت اسلامیہ کی عظمت کا راز کیا ہے؟ اس کی ناقابل تسخیر قوت اور طاقت کا سرچشمہ کہاں ہے؟ طویل غور و فکر کے بعد اس نتیجے پر پہونچے کہ ملت اسلامیہ کی عظمت کا راز دین اسلام میں مضمر ہے۔ یہی اسلام ملت اسلامیہ کی قوت اور اتحاد کا باعث ہے۔ چنانچہ انھوں نے اسلام ہی کو ڈائنامیٹ کرنے پر اتفاق کیا، بایں طور کہ مسلمانوں کے خلاف نفسیاتی جنگ چھیڑ دی جائے، ان کے دلوں میں اسلام کو کمزور کیا جائے ان کو اسلام سے برگشتہ اور دور کر کے دوسرے مسائل میں انھیں مشغول رکھا جائے، اسلامی اتحاد کا شیرازہ منتشر کر کے ان کے مابین اختلاف رائے پیدا کیا جائے، یہی واحد ذریعہ ہے جس سے مسلمانوں پر غلبہ اور بالادستی حاصل ہو سکتی ہے۔ چنانچہ اس غرض سے انھوں نے منظم منصوبہ سازی کی اور طریق کار وضع کئے۔ ذیل میں ہم ان منصوبوں اور طریق ہائے کار کا خلاصہ پیش کرتے ہیں۔ تاکہ ان کے ناپاک عزائم اور منصوبوں کا قاری کو علم ہو۔ اور مغرب زدہ مسلمانوں کی آنکھیں کھل جائیں۔

(۱) مسلم ممالک میں غیر ملکی اسکولوں کا قیام۔ پادریوں، راہبوں اور صلیب کے علمبرداروں کو وہاں بھیجنا تاکہ ان کی زیر سرپرستی مسلم قوم کے بچوں کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا جا سکے۔ اور اس طرح ان سادہ لوح بچوں کے ذہن و دماغ میں تعلیم و تربیت کے دوران اسلام کے خلاف مسموم افکار و خیالات اور عقائد کو خوبصورتی سے داخل کیا جا سکے۔

(۲) بڑی تعداد میں عیسائی مبلغین کے وفود ان ممالک میں روانہ کرنا، جو ہر جگہ عیسائیت کے خفیہ ارادوں اور عزائم کی نشر و اشاعت کے ساتھ ساتھ مسلم نوجوانوں کو ان کے مذہب اور عقیدہ کے متعلق شکوک و شبہات میں مبتلا کریں۔

(۳) بقدر امکان بڑی تعداد میں مسلم نوجوانوں کو مغربی ممالک میں اکٹھا کرنا، تاکہ وہ مسموم یوروپی کلچر سے متاثر ہو کر جب اپنے وطن واپس ہوں تو ہمیں یورپ میں اپنے مذہب، اخلاق اور اصول و مبادی کو چھوڑ جائیں۔

(۴) ایسے گمراہ کن اور مخرب اخلاق لٹریچر کی نشر و اشاعت جو مسلم نوجوانوں کو ان کے اپنے اصلی کلچر اور ثقافت سے بیزار اور برگشتہ کر دے۔ فحش اور اخلاق سوز رسائل و جرائد کی فراہمی، ٹیلی ویژن اور سینما کے پردہ سیمیں پر مسموم فلموں کی نمائش تاکہ ان کے ذہن میں اسلام کے شریفانہ اخلاق اور صالح فکر کیلئے کوئی جگہ باقی نہ رہ جائے۔

(۵) آرٹ، کلچر اور آزادی کے نام پر مسلم ممالک میں شراب نوشی اور لذت اندوزی کو رواج دینا۔

(۶) مغربی تہذیب کی برتری اور عظمت کا اظہار و اثبات اور پروپیگنڈہ تاکہ مسلم نوجوان اس کی چمک دمک سے متاثر ہو کر اپنے ملک و ملت کو حقیر اور کمتر خیال کرنے لگے۔ نتیجۃً وہ مشرق میں رہتے ہوئے بھی اپنی سوچ، فکر اور دل و دماغ کے اعتبار سے مغرب میں رہے۔

(۷) معیشت پر کنٹرول، منڈیوں پر حکمرانی جس قدر ممکن ہو زیادہ سے زیادہ مسلم ممالک کی دولت اور ثروت کو چوس لینا۔ اور اس کے بدلے وہاں بےروزگاری، غریبی، فاقہ اور افلاس کو عام کرنا تاکہ مسلمان مذہب کو فراموش کر کے حصول دنیا میں مصروف ہو جائے۔

(۸) خود مسلمان مورخین کی تاریخ کی مدد سے اسلامی تہذیب کے تابندہ نقوش کو مٹانے اور اس کے نقائص کو واضح کرنے کی کوشش۔ مثلاً ہماری اپنی تاریخ کی کتابوں میں ایسی باتیں درج ہیں جن سے مسلم حکمران اور سلاطین غدار، سفاک، قاتل، شراب و کباب اور عورتوں کے دلدادہ نظر آتے ہیں، اس کے بالمقابل قدیم تہذیبوں مثلاً فرعونی، آشوری اور فینیقی تہذیب و تمدن کا احیاء تاکہ مسلم نوجوان اپنی اس اسلامی تہذیب کو بھول جائیں جو دنیا کی عظیم ترین اور ترقی یافتہ تہذیب ہے۔ اس لئے کہ ملت اسلامیہ دنیا کی سب سے بہترین امت تھی جو روئے زمین پر برپا کی گئی، اور سب سے زیادہ انصاف پسند امت تھی جس نے لوگوں کے درمیان عدل و انصاف قائم کیا۔ اور مساوات اور اخوت کا درس دیا، رنگ و نسل اور زبان و طبقات کے بتوں کو توڑا ایسی نہایت رحم دل قوم تھی جس نے تخت و حکومت سے پہلے دلوں کو فتح کیا تھا۔

(۹) مسلم ممالک میں شرعی عدالت کے خاتمہ کی کوشش، اور انسانوں کے وضع کردہ آئین و قوانین کی اشاعت اور تعلیم و مطالعہ کو رواج عام کرنا، چنانچہ صورت حال یہ ہے مسلم ممالک کے قانون کے کالجوں میں رومی، فرانسیسی اور دیگر مغربی ممالک کے وضع کردہ قوانین کی تعلیم تو ہوتی ہے لیکن شرعی اور اسلامی قوانین کی تعلیم کے لئے ان کالجوں میں گنجائش نہیں ہے۔ ان کی تعلیم الگ کسی ایک گوشے میں ہوتی ہے۔

(۱۰) علماء دین کا تمسخر و تحقیر، ان کی ایسی تصویر کشی جس سے وہ ایک جاہل متعصب جامد، منافق اور شاہانِ وقت اور سرکاری وظائف کا استحصال کرنے والے نظر آئیں، مسلمانوں کے دلوں سے ان کے اثر و رسوخ کو کم کرنے کیلئے ان کے خلاف مختلف قسم کے بیہودہ الزامات اور افواہ پھیلانا، چنانچہ صورت حال یہ ہے کہ خود مسلمان دینی تعلیم کے حصول کو حقیر سمجھنے لگے ہیں۔

(۱۱) اسلامی حقائق کو مسخ کرنا، قرآن مجید کی مخالفت کیلئے اس کا مفید مطلب ترجمہ کرنا۔

(۱۲) ادب، ادیب اور صحافی کی سیکولر اور غیر دینی رہنمائی اور تربیت۔

(۱۳) ماسونیت، بہائیت اور قادیانیت وغیرہ جیسے اسلام کو نقصان پہونچانے والے اصول و مبادی اور مذاہب کی ایجاد اور سرپرستی، تاکہ مسلمانوں کو ان میں الجھائے رکھا جائے۔ مختلف اصول و مبادی اور نظریات و رجحانات رکھنے والی متحارب سیاسی جماعتوں کا قیام، جن کے قائد نااہل ہوں، تاکہ ان کی رہنمائی مشرق و مغرب کے اسلام اور مسلمان دشمن افراد کریں۔

(۱۴) مسلمان خواتین کو بگاڑنے اور گمراہ کرنے کا کام، آزادی، جمہوریت اور کلچر کے نام پر انھیں سجا سنوار کر گھر کی محفوظ چہار دیواری سے سڑک اور بازاروں میں نکال کر لانا۔

(۱۵) اصل اور فصیح عربی زبان کے خلاف جنگ، علاقائی زبان اور لہجہ کی طرف دعوت تاکہ مسلمانوں کا رشتہ ماضی سے کاٹا جا سکے۔

(۱۶) اسلام سے جنگ کرنے اور یہود کی وساطت سے فلسطین میں استعماری طاقت کو قدم جمانے کے لئے صیہونیت اور سامراج کے مابین اتحاد و اتفاق پیدا کرنا۔ مسئلہ فلسطین کو مسلمانان عالم کے مشترک مسئلہ کے بجائے علاقائی اور قومی مسئلہ کا رنگ دینا، اور یہ باور کرانا کہ اس مسئلہ کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

دریں اثنا دنیا بھر کے یہود فلسطین میں آباد ہو رہے ہیں، چنانچہ اسرائیلی وزیر اعظم نے ٹھیک ہی یہ اعلان کیا تھا کہ مغرب کو اسرائیل کا شکر گزار ہونا چاہیے اور اس کی ہر قسم کی اعانت کرنی چاہیے کیونکہ وہی دنیا کی واحد حکومت ہے جو اسلام سے برسرپیکار ہے۔

جذبۂ قومیت کا احیاء، مسلمانوں میں وطن پرستی اور علاقائیت کے نعرہ کو ہوا دینا۔ جبکہ اسلام نے آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اس اعلان کے بعد قومیت اور وطن پرستی کا خاتمہ کر دیا تھا کہ "جو شخص اطاعت امیر ترک کر کے جماعت المسلمین سے نکل جائے اور اسی حالت میں اسکی موت واقع ہو جائے تو اس کی موت جاہلی موت ہے۔ اور جو شخص عصبیت کا داعی ہو اور خاندانی اور قبائلی عصبیت کے جھنڈے تلے قتال کرے اور لڑتے ہوئے مارا جائے تو اس کی موت جاہلی موت ہے۔ جو کوئی میری امت کے خلاف نیک و بد دونوں کو ضرر پہونچائے، اہل ایمان سے اجتناب نہ کرے اور امیر کی اطاعت نہ کرے تو وہ ہم میں سے نہیں اور میں اس میں سے نہیں۔" (مسلم و نسائی)

لیکن مغرب طے کر چکا ہے کہ ان عصبیتوں کو زندہ کرے گا۔ قومیت اور وطن پرستی کے جذبات کو ہوا دے گا، عرب قومیت کا نعرہ بلند کر کے عربی مسلمان کو عجمی مسلمان سے دور کرے گا، حالانکہ قومیت کا نظریہ بنیادی طور پر امت مسلمہ کے اتحاد و اتفاق کے لئے کسی طور پر درست نہیں، کیونکہ دنیا بھر کے مختلف رنگ و نسل کے مسلمانوں کے مابین اتحاد اور اتفاق کی بنیاد مذہب اور عقیدہ ہے۔ عصر حاضر میں ہمیں سب سے زیادہ عقیدہ کی ضرورت ہے۔ وہ عقیدہ جو عالم اسلام کے مسلمانوں کے دلوں میں جاگزیں ہے۔ وہی اس کا شیرازہ بند ہے۔ اسی سے اس کے صفوں میں اتحاد قائم ہے۔ اور اسی کی وجہ سے وہ ماضی کی طرح آج بھی ایک امت ہے۔

مستشرقین اور عیسائی مبلغین ایک لمحہ کے لئے بھی خاموش نہیں بیٹھے۔ استعماری اور صیہونی مسلسل ریشہ دوانی میں مصروف رہے۔ اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہونچانے بلکہ انھیں دینی، اخلاقی، فکری، علمی اور روحانی ہر پہلو سے برباد کرنے کے نت نئے منصوبے اور طریق کار وضع کرنے اور اس کو عملی جامہ پہنانے میں لگے رہے۔ مختلف سیمنار اور کانفرنسوں میں اس موضوع پر مطالعہ جاری رکھا۔ بدقسمتی سے مسلمانوں کا مغرب زدہ طبقہ اس کام میں ان کی معاونت کرتا رہا۔

زویمر نے صلیبی سپہ سالاروں اور جنگجوؤں کو خطاب کرتے ہوئے ایک موقع پر کہا تھا: میرے بہادر دوستو! تمہارا مشن مسلمانوں کو عیسائی بنانا نہیں، کیونکہ اس میں ان کی ہدایت اور عزت افزائی ہے، تمہارا اصل مشن یہ ہے کہ مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ و بیزار کرو، تاکہ خدا سے ان کا تعلق باقی نہ رہے، جس کے بعد اخلاقیات سے ان کا رابطہ نہ رہے، جس کے نتیجے میں نئی نسل راحت پسند، سست، کام چور پیدا ہو شہوات و جنسیات اور لذائذ ہی اس کی فکر اور سوچ کا محور و مرکز ہو۔ دوستو اپنا مشن انجام دو۔"

قرآن کریم اور اس کے بڑے بڑے معاندین

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی کتاب عظیم، اس کا ابدی دستور حیات اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ ہے۔ قرآن مجید کے بغیر اسلام کا تصور ممکن نہیں۔

چونکہ قرآن مجید اسلام کی زندگی، اس کا نور اور دلیل و حجت ہے، اسلئے دشمنان اسلام نے اپنی مخالفت کے تیروں کا رُخ قرآن مجید کی طرف کیا، اور اسلام دشمنی کے لئے اپنے حملوں کا پہلا ہدف اور ٹارگیٹ قرآن مجید کو قرار دیا۔

قرآن کریم آغاز نزول سے آج تک مختلف اعتراضات، طعن و تشنیع اور جھوٹے الزامات کا نشانہ بنا رہا، نزول وحی کے زمانے میں تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان افترا پردازیوں کا یہ کہہ کر جواب دیا: کہہ دو اس کو روح القدس نے تمہارے رب کی جانب سے حق کے ساتھ اتارا ہے، تاکہ وہ ان لوگوں کو جمائے رکھے جو ایمان لائے ہیں، اور یہ ہدایت و بشارت ہو خدا کے فرمانبرداروں کے لئے، اور ہمیں اچھی طرح علم ہے کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس کو تو ایک انسان سکھاتا ہے، اس شخص کی زبان جس کی طرف یہ منسوب کرتے ہیں عجمی ہے اور یہ فصیح عربی زبان ہے۔ ..... جھوٹ تو بس وہی لوگ گھڑ رہے ہیں جو اللہ کی آیات پر ایمان نہیں لا رہے ہیں، اور یہی لوگ جھوٹے ہیں۔ (سورہ النحل ۱۰۲۔۱۰۵)

کفار و مشرکین نے لوگوں کو بدگمان کرنے کے لئے بالقصد کتاب اللہ کی صحت، اس کے اعجاز اور اس کے منجانب اللہ ہونے کے باب میں شکوک و شبہات پیدا کئے۔ کبھی انھوں نے کہا کہ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تصنیف کردہ ہے ہے، ان کے زرخیز ذہن کی پیداوار اور کاوش ہے۔ کبھی انھوں نے کہا کہ یہ کتاب رسول (اللہ) کے اصحاب میں سے کسی نے انہیں املا کرائی ہے، جو عربی ہوتا تو ایک بات ہوتی، وہ تو عجمی ہے اور یہ قرآن عربی مبین ہے۔

دشمنان اسلام کے حملوں اور اعتراضات کا سلسلہ یہیں ختم نہیں ہوا بلکہ نسل در نسل منتقل ہوتا رہا ہے۔ یہاں تک کہ قرآن مجید کو معاندین کے ایک گروہ سے واسطہ پڑا جو مشرکین مکہ سے کہیں زیادہ تعصب اور انکار حقیقت کے طوفان میں گھرا ہوا تھا یہ گروہ مستشرقین، عیسائی مبلغین، استعماریوں اور صیہونیوں کا گروہ تھا۔ اور ایک مرتبہ پھر اعتراضات اور طعن و تشنیع کا پرچار شروع ہوا کبھی انھوں نے قرآن مجید پر تضاد بیانی اور تناقض کا الزام لگایا، تو کبھی زبان و بیان کی غلطی اور اس پر غیر منظم ہونے کا الزام رکھا، قصہ کوتاہ کوئی عیب ایسا نہ تھا جو انھوں نے قرآن کریم کی طرف منسوب نہ کیا ہو۔

یہودی نژاد مشہور مستشرق گولڈ زیہر کہتا ہے: "یہ امر دشوار ہے کہ ہم قرآن کریم سے تضاد و تناقض سے پاک کوئی اعتقادی مذہب معلوم کر سکیں"۔

ایک اور مستشرق کہتا ہے کہ انسان کے مادۂ تخلیق کی بابت قرآن کا بیان متضاد ہے۔ مختلف جگہوں پر مادۂ تخلیق کے طور پر الماء، التراب، الطین، الفخار، الصلصال، صلصال کالفخار، حماٍ مسنون، طین لازب اور نطفہ، منی وغیرہ کا الفاظ مذکور ہیں، ظاہر ہے یہ بیانات متضاد اور متناقض ہیں جس سے یقینی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کسی متعین زمانے کی تصنیف نہیں اور نہ اس کا مصنف ایک ہے۔

مستشرقین نے شکوک و شبہات پیدا کرنے کے لئے عجیب و غریب بے سر و پا باتیں کہی ہیں کہ فہم و شعور رکھنے والا ہر شخص انگشت بدنداں رہ گیا مثلاً:

ع۱ عہد نبوی میں قرآن مجید مکمل طور پر لکھا ہوا موجود نہ تھا۔

ع۲ نزول قرآن اور باقاعدہ تدوین قرآن کے درمیانی عرصہ میں بہت سا قرآن ضائع ہو گیا۔

ع۳ تدوین قرآن کی روایات میں اختلافات ہیں، لہٰذا ناقابل اعتبار ہیں۔

ع۴ آپ پہلے سے سنائے واقعات دہرایا کرتے تھے اس لئے قرآن میں بہت سے واقعات غلط طور پر درج ہوئے ہیں۔

ع۵ عہد نبوی ہی میں قرآن میں اختلافات پائے جاتے تھے۔

ع۶ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ قرآن مجید کی کچھ آیات بکری کھا گئی، وغیرہ ذلک۔

ان الزامات اور اعتراضات کے پس پردہ صاف طور پر بغض، کینہ، غیظ و غضب، شر و باطل اور جھوٹ نظر آ رہا ہے۔ یہ لوگ مغربی استعمار کی طرف سے اس کام پر مامور کئے گئے ہیں کہ مختلف ذرائع اور وسائل کام میں لا کر اسلام کو کمزور کریں، اور مسلمانوں کے اندر ان کے مذہب اور عقیدہ کے تئیں شکوک و شبہات پیدا کریں۔

قرآن مجید کی بابت اسلام دشمن کے اعتراضات، الزامات، شکوک و شبہات اور افترا پردازیوں کا ہر دور میں علماء اسلام نے مدلل اور شافی و کافی جواب دیا ہے۔ اور ان کا پرزور تردید کی ہے۔

قرآن کریم پر تناقض، تضاد بیانی اور ضیاع کا الزام لگانے والے ذرا اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں، اپنی مقدس کتاب انجیل کے ساتھ ان کا جو رویہ رہا ہے وہ سب کو معلوم ہے۔ اس امر کا اعتراف انھیں بھی ہے کہ انجیل کا اصل نسخہ ضائع ہو چکا ہے، موجودہ انجیل محرف، تصحیف شدہ اور تضادات کا مجموعہ ہے، وقتاً فوقتاً حسب ضرورت اس میں حذف و اضافہ کا عمل جاری رہا ہے۔ پھر موجودہ انجیل ایک نہیں چار ہے۔ اور ہر ایک دوسرے سے مختلف، حد تو یہ ہے ہر نیا ایڈیشن پچھلے ایڈیشن سے کچھ نہ کچھ مختلف ہے۔ تحریف اور تضاد بیانی کی اس سے بدترین اور حیرت انگیز مثال اور کیا ہو سکتی ہے کہ آج تک عیسائیوں کا یہ عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہودیوں نے صلیب پر لٹکایا تھا۔ اور یہی صلیب ان کا مذہبی شعار بھی ہے مگر اسلام دشمنی میں یہودیوں کے ساتھ متحدہ محاذ بنانے کے لئے اب یہودیوں کو اس جرم سے بری قرار دیا گیا ہے۔

کاش ہمارا وہ طبقہ جو مغرب سے مسحور ہے اس کی آنکھیں کھل جاتیں اور وہ اپنے حقیقی دشمن کو پہچان لیتا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو عزت اور سربلندی عطا فرمائے اور دشمنوں کو شر و فتن سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

ایک خوش آئند اور قابل تقلید اقدام

کانپور کی عراقی برادری نے وقت کی اہم ضرورت اصلاح معاشرہ کی تحریک شروع کی ہے جس کی ابتدا سب سے پہلے شادی کی غلط رسموں اور جہیز کی لعنت کو ختم کرنے سے ہو رہی ہے جہیز ایک ناسور بن چکا ہے جس نے معاشرہ کو نہایت ہیبت ناک صورت حال سے دوچار کر دیا ہے اس سلسلہ میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہٗ کی ایک تحریر کا خلاصہ پڑھ لینا ہی کافی ہے اس کے بعد عراقی برادری کے اقدام اور تجاویز پڑھیں اور اپنے اپنے علاقوں میں یہ تحریک چلانے کی فکر کریں کہ وقت کا اہم مسئلہ ہے۔ یہ ذکر کرنا بھی فائدے سے خالی نہیں کہ کانپور کی بساتی برادری اس کام کو عرصہ دراز سے خاموشی کے ساتھ انجام دے رہی ہے جس میں ماسٹر رئیس صاحب اور شاہد نفیس صاحب اہم رول ادا کر رہے ہیں ایک سال سے بنگلور کے احباب نے بھی یہ کام علما کی نگرانی میں شروع کیا ہے۔

(ادارہ)

مذاہب و ادیان اور آسمانی کتابوں پر کچھ نظر رکھنے والے اصحاب جانتے ہیں کہ خالق کائنات کی نظر میں جس نے نسل انسانی کو وجود بخشا جو رب العالمین وارحم الراحمین ہے، اور جو اس نسل انسانی کو پھلتا پھولتا شاد و آباد دیکھنا چاہتا ہے (تکوینی طور پر) انسانوں کا جو عمل سب سے زیادہ مبغوض، اس کے غضب کو بھڑکانے والا، اس کی رحمتوں اور برکتوں سے محروم کرنے والا، اور بعض اوقات تمدنوں و معاشروں، قوموں اور بستیوں کو زیر و زبر کر دینے والا ہے، وہ (اپنے وسیع معنی میں) "ظلم" ہے، یہ وہ جرم ہے جس کی بنا پر سلطنتوں، تہذیبوں اور برسر عروج ملکوں، اور بعض اوقات عقائد صحیحہ اور بہت سے اعمال صالحہ سے آراستہ و متصف مسلم معاشروں کی قسمت کا فیصلہ کر دیا گیا ہے، اور ان کو اس کردار اور طرز عمل کے ساتھ زندگی کی مہلت نہیں دی گئی، (جس سے مختلف حالات اور زمانوں میں) کبھی ہزاروں لاکھوں انسانوں کی عافیت تنگ تھی اور ان کی آہیں آسمان تک پہونچتی تھیں، اور کبھی مختصر پیمانہ پر کسی معین انسانی طبقہ مثلاً عورتوں، بچوں، ضعیف و مسن انسانوں، مجبوروں و ناتوانوں کے لیے فطری و تمدنی زندگی کے تقاضے اور ضروریات پوری کرنا ناممکن ہو گیا تھا، اور وہ کبھی موت کو، کبھی ذلت و معصیت کی زندگی کو اختیار کرنے پر مجبور ہوتے تھے۔

حقیقت شناس انسان بلکہ جن کو عقل عام (COMMONSENSE) کا بھی کچھ حصہ ملا ہے جانتے ہیں کہ ظلم ہمیشہ شمشیر و سناں، تیر و تفنگ، اور قتل و غارت گری کے ذریعہ نہیں ہوتا، اور اس کا ہمیشہ بلاواسطہ اور براہ راست ہونا بھی ضروری نہیں، ایسا طرز عمل اختیار کرنا جس سے زندگی کی ضروریات و فرائض، اور تمدن و فطرت، دین و شریعت اور اجتماعی زندگی کے تقاضوں کی تکمیل ناممکن یا اتنی دشوار ہو جائے کہ بعض اوقات ان ضرورت مند انسانوں کو ان کو ملتوی کرنا پڑے، بعض اوقات "ناکردنی" "کردنی" بن جائے، بعض اوقات حدود شریعت اور بعض اوقات حدود شرافت سے قدم باہر نکالنا پڑے، تو وہ بھی ظلم قرار پائے گا، اور شریعت و حقیقت کی نگاہ میں اپنے اپنے نتائج و لوازم کے اعتبار سے معصیت، کبیرہ گناہ، معاصی کی ترغیب اور بعض اوقات اقدام قتل قرار دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو مدنی الطبع بنایا ہے، اس کو ایک دوسرے کا محتاج بنایا ہے، یہ نسل انسانی کا بقاء و تسلسل اور فطری تقاضوں کی تکمیل، معصیت و گناہ، فواحش و بے حیائی سے اجتناب اور معاشرہ انسانی کا نظم و ضبط، ازدواجی زندگی پر موقوف ہے اور یہ ازدواجی زندگی احکام شریعت کے مطابق ہی منظم، سہل، کامیاب اور پرسکون ہو سکتی ہے، اس لیے فطرت انسانی کے اس تقاضہ و ضرورت کی تکمیل (نکاح و ازدواج) اور شریعت کی اس اہم عبادت و ذریعۂ تقرب خداوندی و محبوب سنت نبوی کی تکمیل میں جب اپنی طرف سے فرض کردہ ایسے شرائط و لوازمات اور ایسے مطالبات عائد کیے جائیں گے جن کی وجہ سے اس انسانی ضرورت کی تکمیل اور اس دینی فریضہ کی ادائیگی کسی کے لیے ناممکن اور کسی کے لیے ایسی دشوار و مشکل ہو جائے کہ اس کو بعض اوقات ملتوی یا شدید طور پر مؤخر کرنا پڑے اور اس کی وجہ سے بہت سے محظورات کا امکان پیدا ہو جائے، اور بعض اوقات اس کے لیے جان پر کھیلنا پڑے اور وہ باعث مسرت و برکت ہونے کے بجائے سخت عذاب و معصیت بن جائے اور نتائج کے اعتبار سے ہزاروں خرابیوں، بد اخلاقیوں، بے برکتیوں اور پریشانیوں اور نحوستوں کا موجب، اور قہر خداوندی کا سبب ہو سکتا ہے، اس کی آخرت میں جو سزا بھی ہو اس دنیا میں بھی اس کی سزا کھلی آنکھوں دیکھی جا سکتی ہے۔

لڑکی والوں سے کسی رقم یا خاص چیز کا مطالبہ یا من مانی فرمائشیں اور مالی و اقتصادی منافع کے حصول کی شرط جس کو بعض علاقوں میں "تلک" بعض مقامات پر "گھوڑا جوڑا"، بعض جگہ "جہیز" کی معروف و متداول اصطلاح سے تعبیر کیا جاتا ہے، اور جو ہندوستان میں کچھ عرصہ سے برادران وطن (ہندو معاشرہ) کی تقلید میں یا اس کے ساتھ رہنے سہنے، یا مال و دولت کی اس بڑھی ہوئی حرص اور لالچ کی وجہ سے جو موجودہ تہذیب، تعلیم، دینی کمزوری اور حب دنیا نے مسلمانوں میں پیدا کر دی ہے، وقت کی وہ وبائے عام اور زمانۂ حال کا وہ "فتنہ" اور ابتلاء ہے، جس نے اس مسلم معاشرہ کے لیے اس ماحول میں (جس میں دینی تربیت و تعلیم کی کمی ہے) اس شرعی و فطری شریفانہ و تمدنی ضرورت کی تکمیل کو پہاڑ کاٹ کر جوئے شیر لانے سے کم دشوار نہیں بنا دیا ہے۔

اس سلسلہ میں ان والدین کی جو متعدد لڑکیوں کے ماں باپ، یا ایک ہی لڑکی کے ذمہ دار و سرپرست ہونے کے باوجود محدود آمدنی اور وسائل کے مالک ہیں، "مصیبت، فکر و تردد اور پریشانی "تکلیف ما لا یطاق" (ایسی چیز پر مجبور ہونا جو ان کی طاقت و برداشت سے باہر ہے) کے آخری حدود تک پہونچ گئی ہے، بعض مرتبہ بعض علاقوں میں اس کی وجہ سے باپ نے جو شریف گھرانہ سے تعلق رکھتے تھے، اور اپنے معاشرہ و ماحول میں عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے، خودکشی کا ارتکاب کیا اور حرام موت کو ترجیح دی، راقم سطور کے پاس آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے ایک ذمہ دار رکن اور دین کے ایک عالم و خادم ہونے کے ناتے لڑکیوں کے سرپرستوں کے ایسے خطوط آئے ہیں، جن کو پڑھ کر جگر شق ہوتا ہے، اور آسمان کے ٹوٹ پڑنے کا اندیشہ، بعض خطوں میں لکھا گیا ہے کہ میری کئی لڑکیاں ہیں، ایک کا معاملہ ہوتا تو جان پر کھیل کر کچھ انتظام کر لیا جاتا اور پیام دینے والے لڑکے اور اس کے سرپرستوں کے مطالبات کی تکمیل کر لی جاتی، مگر ہر لڑکی کے پیام پر ایسے ہی مطالبات کیے جا رہے ہیں جن کی تکمیل امکان سے باہر ہے، کیا ہم ان لڑکیوں کو زہر دے دیں، یا ان کا گلا گھونٹ دیں، یا ان کو معصیت کی زندگی پر مجبور کریں، ان خطوط کو پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، اور عذاب الٰہی کے نزول کا خطرہ محسوس ہونے لگتا ہے، یہ بات بعض علاقوں میں اتنی عام اور معروف ہے کہ سنا گیا ہے کہ ایک برادری کی خواتین کہیں جمع ہوتی ہیں تو ایک دوسرے سے پوچھتی ہیں کہ تم نے داماد کو عام نرخ سے حاصل کیا ہے، یا "بلیک" سے؟

(حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہٗ کی اس فکر انگیز تحریر کے بعد اس خوش آئند اقدام کے سلسلہ کے جلسہ اور کارروائی کی تفصیلات اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔)

بقیہ استقبالیہ

ان لوگوں نے مزید بتایا کہ آئندہ ماہ پھول باغ کے میدان میں ایک جلسہ عام کے انعقاد کی تجویز زیر غور ہے جس میں انسانیت کے پیغام کو ہر خاص و عام تک پہونچانے کی کوشش کی جائے گی اس جلسہ میں سبھی مذاہب کے پیشواؤں کو شرکت کی دعوت دی جائے گی۔

استقبالیہ

منجانب:۔ محمد اسحاق بن حاجی منت اللہ

محترم صدر مجلس، علماء کرام، بزرگان محترم و عزیزان گرامی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں آج کے اس عمومی جلسہ میں خاص طور پر اپنے علماء کرام کا بے حد ممنون ہوں کہ رمضان المبارک کے مقدس مہینے کے اخیر عشرہ میں اپنے قیمتی اوقات میں سے اصلاح معاشرہ کے ہمارے اس جلسہ کے لیے وقت نکالا جس کی تحریک ابھی جلد ہی شروع ہوئی ہے اور ساتھ ہی میں اپنے تمام سرپرستوں اور برادران عزیزان کا بھی بے حد مشکور ہوں کہ انھوں نے وقت کی نزاکت کو سمجھا اور اس تحریک کی افادیت کا مکمل احساس کرتے ہوئے اس میں دل و جان سے شریک ہوئے اور وقت نکال کر اس جلسہ میں شرکت کے لیے حاضر ہوئے۔

میں کوئی مصلح قوم نہیں ہوں کہ ان کے سامنے کوئی جامع منصوبہ پیش کروں آپ ہی میں کا ایک معمولی فرد ہوں، میرے ساتھیوں نے مجھ سے قبل اس تحریک کی غرض و غایت پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اب مزید اس موضوع پر اب کچھ کہنے کو باقی نہ رہا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب ان کے خیالات سے مکمل طور متفق ہیں۔

آپ اسلامی تاریخ پر نظر ڈالیں جب جب ہم پر افتاد آئی اور انحطاط سے دوچار ہوئے اس کے پیچھے خاص سبب یہ رہے کہ ہم سے دعوت کے مقدس کام و عمل میں کوتاہیاں ہوئی ہیں اور علماء کرام کی گرفت معاشرے پر جب جب کمزور پڑی ہے تو حالات خراب ہوئے ہیں آج کے حالات بھی انھیں اسباب کی بنا پر ہیں۔

زندگی مسائل کا مجموعہ ہے مگر خداوند قدوس نے ہم کو ہر مسئلہ کا حل قرآن پاک اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ بتا دیا اور انسان خطا و نسیان کا مرکب ہے۔ ہم سے غلطیاں ہوں گی اور ہم اس کی اصلاح کر سکیں گے جب ہم میں خدا کا خوف ہوگا اور اس کی طرف رجوع ہونے اور توبہ کرنے کا عزم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ بڑے کریم ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جب بندہ ہم سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے تو میں اس سے دو ہاتھ قریب ہوتا ہوں بس شرط یہ ہے کہ خود سری چھوڑ کر ماننے والے بن جائیں۔ انشاء اللہ ساری بگڑی بن جائے گی۔ اور ہم اللہ والے بن جائیں گے۔ دنیا والے ہمارے ہو جاویں گے اور ساری مخلوق ہمارے لیے دعائیں کرنے لگے گی۔ جو ہمارے ظاہری دشمن ہیں وہ ہی ہمارے محافظ بن جائیں گے ہم نے علماء کی قدر کرنا چھوڑ دیا اور وہ ہم سے بیزار ہو گئے جس کے نتیجہ میں ہم اس انجام تک پہونچے۔

زمانہ شاہد ہے کہ جب جب دعوت و تحریک کا کام دنیا میں ہوا۔ اس عمل کے کرنے والے کو زمانہ کے لوگوں نے سراہا اور لبیک کہا اور تن من دھن سے اس میں لگ گئے مگر ساتھ ہی شیطان نے اپنا عمل جاری رکھا اور معاشرے کے چند افراد کے دلوں میں وسوسہ پیدا کیے اور اس نے کبھی کبھی تو تماشہ پھیلایا کہ مکمل ایک منافقین کی جماعت پیدا ہو گئی جنھوں نے تحریک چلانے والوں میں صرف خامیاں نکالیں اور اس کو اپنا کمال سمجھا اور اسی کوشش میں رہے کہ ان کی آزادی میں فرق نہ پڑے اور دعوت و تحریک کا کام بند ہو جائے ہمیشہ یہ دیکھیے کہ بات کیسی کہی جا رہی ہے یہ نہ دیکھیے کہ کون کہہ رہا ہے۔

شیطان ہمارا ازلی دشمن ہے۔ وہ قیامت تک ہمارا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔ اور جب بھی ہم اچھے کاموں کا ارادہ کریں گے اس کے سینے پر سانپ لوٹے گا ہمیں اس کی ریشہ دوانیوں سے بہت ہوشیار رہنا ہوگا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے ہی معاشرے کے کسی فرد کے قلب پر حاوی ہو جائے اور اس تحریک کو توڑنے اور ختم کرنے کے لیے ہم میں سے ہی کچھ لوگوں کو استعمال کرے۔ ہمیں اس کی ہر کوشش کو ناکام بنانا ہے۔ ہمیں عزم کرنا ہوگا کہ ہم نے جو انقلابی طور پر اپنے معاشرے کی اصلاحات کا عزم کیا ہے کہیں اس میں کمی نہ آوے۔ اور جب جب جہاں جہاں ہمیں یہ محسوس ہو کہ کوئی گھرانہ ہم میں کا کسی آزمائش میں مبتلا ہونے کے قریب ہے تو ہم میں سے ہر فرد پر اخلاقی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ آزمائش سے نجات پائے۔ مگر جب یہ محسوس ہو کہ آزمائش کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ خود سری ہے اور دولت کا غرور ہے اور اجتماعی فیصلے پر انفرادی شان و شوکت کا مظاہرہ مقصود ہے تو بس اس کے بعد سوائے دعائے خیر کے اور اس کو اللہ کے حوالہ چھوڑنے کے کوئی دوسرا چارہ نہیں۔

آپ اچھی طرح یہ سمجھ لیں کہ ید اللہ علی الجماعۃ (اللہ تبارک وتعالیٰ کا دست شفقت جماعت پر ہے) جس نے اپنے کو جمعیت سے الگ کیا گویا اللہ تبارک تعالیٰ کے دست شفقت سے محروم ہوا۔ زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو پھر وہ فرد اپنے انجام کا خود ذمہ دار ہے۔

حضرات! ابھی آپ کی تحریک ابتدائی مرحلے سے گذر رہی ہے اور الحمدللہ جو جوش ولولہ ہمارے نوجوانوں میں نظر آرہا ہے وہ کبھی اس سے قبل نہیں دیکھا گیا۔ اللہ اس کو ہمیشہ قائم رکھے۔ ادھر چند دنوں میں بہت سی غلط فہمیاں پھیلانے کی کوششیں کی گئیں یہاں تک افواہ اڑائی گئی کہ یہ تحریک کچھ نہیں جس کا جو جی چاہے ویسے کرے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اسی غلط فہمی کو دور کرنے کے لیے آج کا یہ جلسۂ عام منعقد ہو رہا ہے۔ ہم نے جو فیصلے بڑے غور و فکر کے بعد کیے ہیں وہ قائم ہیں اور اس میں کسی قسم کی کوئی کمزوری نہیں ہے۔ اور ہم عزم کرتے ہیں کہ اس پر ہر قیمت پر قائم رہیں گے۔ ہمارے جو اجتماعی فیصلے ہوئے ہیں ان کی تفصیلات مع ان کی وضاحتوں کے ابھی آپ کے سامنے پیش کیے جاویں گے، جس پر ہم سب کو پورے جوش و ولولے کے ساتھ عزم کرنا ہے کہ ہم سب اس پر پورے حوصلہ و اتحاد کے ساتھ قائم رہیں گے۔

میں آپ سب کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ کی اس تحریک کو بزرگان دین کی مکمل تائید و حمایت حاصل ہے۔ اس موقع پر اس کا تذکرہ ضروری ہے کہ جب یہ بات حضرت مولانا علی میاں صاحب دامت برکاتہم کو بتائی گئی تو وہ بے انتہا خوش ہوئے اور یوں فرمایا کہ اپنی تمام مصروفیات کے باوجود صحت کی خرابی و کبر سنی کے باوجود ہم اس تحریک میں تمہارے ساتھ ہیں ہمیں جب یاد کرو گے ہم آویں گے۔ اور بے انتہا دعاؤں سے نوازا۔ اس کی اطلاع جب عارف باللہ حضرت مولانا صدیق صاحب دامت برکاتہم کو ہوئی تو انھوں نے بے انتہا خوشی کا اظہار کیا اور جرجرہ منڈی کے جلسہ کے موقع پر کانپور میں تشریف فرما تھے وہاں تشریف لائے اور جلسہ کو خطاب فرمایا اور دلی دعاؤں سے نوازا اور یوں فرمایا کہ اگر آپ کی برادری (خاندان) سنور گیا تو انشاء اللہ پورا ہندوستان سنور جائے گا۔ ہندوستان کے اکثر بزرگان کرام تک یہ خبر پہونچ چکی ہے۔ اور سب حضرات نے اس کی کامیابی اور کامرانی کے لیے دعائیں کیں۔ اس کے علاوہ حرم شریف، کعبۃ اللہ، مقام ملتزم، حرم نبوی روضۂ اطہر پر اس کے لیے دعائیں ہو رہی ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ یہ جو کچھ ہم آج دیکھ رہے ہیں یہ سب انھیں مخلصانہ دعاؤں و کوششوں کے صدقہ میں ہے۔

ہماری یہ کوشش بہت ادنیٰ کوشش ہے اور آپ یہ دیکھ رہے ہیں کہ ماشاء اللہ ذرا سی فکر و تحریک سے ایک تحفہ انسانیت کی خدمت کے لیے آپ کے سامنے ایمبولنس کی شکل میں پیش کیا جائے گا۔ انشاء اللہ اگر ہم ایسے ہی منظم و مربوط رہے تو جلد آپ ایسی چیزیں دیکھیں گے کہ جس سے پوری انسانیت مستفیض ہو رہی ہوگی، اور معاشرہ میں انقلاب انگیز تبدیلیاں آئیں گی۔ ہم ایک دوسرے سے نفرت کے بجائے ایک دوسرے کے غمخوار اور کام آنے والے بن جاویں گے۔ دعا کریں کہ اللہ ہمیں صحیح سمت پر پورے خلوص کے ساتھ آگے بڑھاتا رہے۔ (آمین)

ہمارا مشن یہ ہے کہ جو کچھ ہم کر رہے ہیں ابھی گھر کو درست کرنے کے مصداق ہے۔ انشاء اللہ جوں ہی مکمل طور پر ہم کامیاب ہو جاویں گے تو پورا ہندوستان ہمارے ان اصلاحی پروگراموں کو قبول کرے گا۔ جس سے زبردست ملی بچت ہوگی اور من حیث القوم ہماری معیشت مضبوط ہوگی اور اجتماعی مفاد کے قومی پیمانے پر بڑے بڑے کام ہوں گے۔

آخر میں ایک واقعہ آپ کے

سامنے عرض کر رہا ہوں۔ ابھی دو دنوں قبل ہم دیوبند میں تھے جب اس تحریک کا تذکرہ جہاں آیا تو معلوم ہوا کہ بنگلور میں بھی اس طرح کی تحریک شروع ہوتی ہے اور وہاں تو علماء نے باقاعدہ اعلان کر دیا ہے کہ ہم اس نکاح کو نہیں پڑھادیں گے جو کہ مسجد کے باہر منعقد ہوں گے نتیجہ یہ ہوا کہ کسی صاحب ثروت نے کسی پر شکوہ مقام پر مجلس نکاح کا انتظام کیا۔ ہمیں بتا کر خوشی ہو رہی ہے کہ کئی گھنٹوں تک بارات بیٹھی رہی مگر کوئی عالم تیار نہ ہوا کہ اس نکاح کو پڑھائے اور جب نوشہ صاحب مسجد میں تشریف لائے تو ہی نکاح ہو سکا۔ تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جب علماء کرام ایسی تحریکات میں شامل ہو جاتے ہیں تو دعوت و تحریک کے عمل میں چار چاند لگ جاتے ہیں میں معذرت کے ساتھ علماء کرام سے بھی درخواست کروں گا کہ آپ بھی اپنی مجلس بلا کر ایسے انقلابی اقدامات کی مکمل حمایت کا اظہار کریں اور اعلان کریں کہ کبھی اب ہم بھی وہ نکاح نہیں پڑھادیں گے جو کہ مسجد کے باہر بلا کسی عذر شرعی کی بنا پر منعقد ہوں گے تاکہ سب کو اس سے ترغیب تو ہو۔

میں نے آپ کا بہت قیمتی وقت لیا اور بہت سی ایسی باتیں کہہ گیا ہوں گا جو چھوٹا منہ بڑی بات کا مصداق ہوں گی امید کہ آپ ہماری کوتاہیوں کو معاف فرمائیں گے اور اپنے سرپرستوں سے درخواست ہے کہ وہ یوں ہی اسی طرح ہمیشہ ہماری ہمت افزائی فرماتے رہیں

اور دعائیں دیتے رہیں ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم ایسا کوئی کام نہیں کریں گے جس پر آپ سب متفق نہ ہوں۔ اور ساتھ ہی اپنے تمام ساتھیوں، دوستوں اور نوجوانوں سے درخواست کرتے ہیں کہ جب بولیں پیار کی بولی بولیں اور ہر صورت میں اعلا اخلاق کا مظاہرہ کریں اور یہ تحریک محبت و خلوص اور مشن کے جذبہ سے چلادیں اور ساتھ ہی اپنے پڑوسیوں اور معاشرے کے کمزور طبقات کا پورا لحاظ رکھیں اور ان کی معیار تعلیم و زندگی کو بلند کرنے کے لیے جو کچھ کر سکتے ہیں کر نہ چھوڑیں۔

آج پورے عالم میں مسلمانوں پر آزمائش و افتاد کا دور دورہ ہے۔ میں اس موقع پر آپ کی توجہ اپنے برادران اسلام بوسنیا ہرزے گووینا کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ جو کہ صرف اس لیے کہ وہ مسلمان ہیں ظالم و سفاک سربوں کے ہاتھوں بے رحمی سے قتل کیے جا رہے ہیں اور زندہ انسانوں کی آنکھیں نکالی جا رہی ہیں اور والدین و قریبی عزیزوں کی نظروں کے سامنے بچیوں کی اجتماعی عصمت دری کی جا رہی ہے۔ اب تک دو لاکھ افراد شہید ہو چکے ہیں، اور بیسیوں لاکھ افراد اپنے گھروں کو چھوڑنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ اگر آپ سب متفق ہوں تو ایک تجویز اس جلسہ میں پاس کر کے اس کو U.N.O. اور یوگوسلاویہ کے سفارت خانہ میں ارسال کر دی جاوے۔ جس میں ہمارا سخت احتجاج ہو۔

★ ★ **تجاویز** ★ ★

عراقی برادری اصلاح معاشرہ تحریک کانپور کے توثیق شدہ فیصلے اور اس پر کاربند رہنے کا طریقہ کار

۱۔ منگنی ہم انتہائی سادگی سے کریں گے۔ زیادہ سے زیادہ ایک انگوٹھی یا ایک گھڑی اور مختصر شیرینی فریقین ایک دوسرے کے یہاں لے جائیں گے چونکہ اس کا کوئی شرعی جواز نہیں ہے اس لیے اس کو ختم ہی کر دیا جائے تو بہتر ہے۔ ہم عہد کرتے ہیں کہ اس پر یقینی طور سے قائم رہیں گے

۲۔ سنت کے مطابق نکاح کو مسجد میں ہی انجام دینا لازمی ہوگا یعنی کہ وہ نکاح جو اجتماعی فیصلے کے خلاف مسجد میں منعقد نہیں ہوں گے ہم اس میں شریک نہیں ہوں گے۔

۳۔ نکاح کے موقع پر لڑکی والوں کی طرف سے کوئی دعوت عام ہرگز نہیں ہوگی یعنی کہ صاحب خانہ کی طرف سے کھانے کا جو اہتمام کیا گیا ہوگا اگر ہم کانپور شہر سے باہر کے باراتی یا ان کے قریب ترین عزیز نہیں ہیں تو ہم اس میں شریک نہ ہوں گے۔

۴۔ ولیمہ مسنونہ ہم انتہائی سادگی کے ساتھ کریں۔

اور اس کی وضاحت ہے کہ یک وقت لڑکی کا نکاح اور لڑکے کا ولیمہ ایک ہی تاریخ میں ہو تو پروگرام بناتے وقت اس کا لحاظ رکھا جائے کہ نکاح اور ولیمہ کے درمیان چند گھنٹوں کا وقفہ ہو، تاکہ غلط فہمیوں سے بچا جاسکے۔

۵۔ لڑکی والے شادی کے دن لڑکے والے کے یہاں کھانا نہیں بھیجیں گے اور اگر اس کی خلاف ورزی ہوتی ہے تو اس پر ناپسندیدگی کا اظہار کریں گے۔

۶۔ لڑکے والے ڈال نہیں لے جائیں گے۔ اس کی خلاف ورزی پر ہم اس کی مذمت کریں گے۔

آیئے:

ہم سب مل کر عہد کریں کہ قرآن کی متعین کردہ حدود اور اللہ کے رسولؐ کی عائد کردہ پابندیوں کا لحاظ رکھیں گے اللہ رب العالمین ہم سب کو نبی کریمؐ کے بتائے ہوئے راستہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

منجانب

عراقی برادری اصلاح معاشرہ تحریک

کانپور

عراقی برادری کا اصلاحی خواتین اجتماع اصلاح معاشرہ کی تجاویز کے خلاف ہونے والی شادیوں کا بائیکاٹ کیا جائے گا برادری کی خواتین کے جلسہ میں فیصلہ

جہیز کی رسم کو ختم کرنے اور فضول خرچی سے اجتناب کرنے کے لیے عراقی برادری نے ایک طرف جہاں پختہ عزم کیا ہے وہیں انھوں نے گزشتہ ۳ ماہ سے اس سلسلہ میں تحریک شروع کر رکھی ہے۔ اس تحریک کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے انھوں نے برادری کی خواتین کو بھی شانہ بشانہ شامل کیا ہے جس کے تحت آج پہلی مرتبہ خواتین کا ایک جلسہ حلیم مسلم پرائمری اسکول کے میدان میں منعقد کیا گیا جس میں شہر کے علاوہ لکھنؤ اور دیگر اضلاع کی خواتین نے بھی شرکت کی اس جلسہ کا انعقاد عراقی برادری اصلاح معاشرہ تحریک کے زیر اہتمام کیا گیا۔ جلسہ کا آغاز سیہر تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ صدارت طیبہ آپا، نظامت ڈاکٹر ناہید سلطانہ نے کی۔ تلاوت کلام پاک محترمہ صالحہ خاتون لکھنوی نے کی۔ جبکہ محترمہ شمیم بیگم نے نعت رسولؐ پڑھی اس اصلاح معاشرہ کے جلسہ میں تقریباً ڈھائی ہزار خواتین نے شرکت کی۔

واضح ہو کہ شہر میں عراقی برادری کے تقریباً ۱۲ ہزار لوگ مقیم ہیں۔ پوری برادری کے لوگوں نے جہیز کی رسم کو پوری طرح سے ختم کرنے کے لیے عزم کر رکھا ہے ان کا کہنا ہے کہ شریعت کے مطابق بچیوں کو بھی ان کے حقوق حاصل ہوں والدین انھیں بوجھ نہ سمجھیں اور ان کی شادی وغیرہ میں بھی جہیز رکاوٹ نہ بن سکے۔

اس سلسلہ میں عراقی برادری اصلاح معاشرہ نے سال رواں کے جنوری ماہ سے تحریک کا آغاز کیا۔ اس سے متعلق اب تک کل سات اجتماعات مختلف مقامات پر منعقد کیے جا چکے ہیں اپنے عزم کو اور زیادہ کامیاب بنانے کے لیے پورے شہر کو تین زونوں جاجمؤ، چمن گنج اور چمڑا منڈی میں تقسیم کیا گیا ہے جس کے کنوینر بالترتیب محمد اسحاق، حاجی معراج احمد لاری اور حاجی اقبال احمد بنائے گئے ہیں۔

ان تینوں لوگوں نے مشترکہ طور پر بتایا کہ شادیوں کو کم صرفہ میں اور شرعی طور پر کیے جانے کے نظریہ سے ان کی کمیٹی نے مسجدوں میں نکاح کیے جانے اور جہیز نہ لینے دینے کا فیصلہ کیا ہے اور جو لوگ اس کی خلاف ورزی کریں گے ان کی تقریبات میں برادری کے لوگ شرکت نہیں کریں گے۔

انھوں نے بتایا کہ اس فیصلہ کے بعد سے اب تک ۱۰ شادیاں کی جا چکی ہیں جن کے نکاح مسجدوں میں پڑھائے گئے اور لڑکی والوں کو طعام کا بوجھ بھی برداشت نہیں کرنا پڑا اس طرح ان چند شادیوں سے متعلقہ افراد کو لاکھوں روپے کے فاضل بوجھ سے نجات ملی۔

اس کے علاوہ ان کی کمیٹی جاجمؤ علاقہ میں ایک نرسنگ ہوم بھی تعمیر کرانا چاہتی ہے جس کے لیے جگہ کی تلاش ہے حالانکہ اس سلسلہ میں تیزی سے کام کیا جا رہا ہے اور یہاں تک کہ ایک ایمبولینس بھی اسی بجٹ سے خریدی جا چکی ہے تاکہ جاجمؤ علاقہ کے مریضوں کو سہولت مہیا کرائی جا سکے۔ دوسری جانب اسی جلسہ میں ایک شادی سے متعلق جو کہ ۳/اپریل کو ہونے والی ہے کے خلاف ہینڈ بل تقسیم کر کے اس دھوم دھام سے ہونے والی شادی میں شرکت سے اجتناب کی اپیل بھی کی گئی ہے۔ باقی ص ۱۰ پر

قارئین تعمیر حیات سے

۱۔ تعمیر حیات الحمدللہ تمام مشکلات و دشواریوں اور حالات کی خرابی کے باوجود اپنے وقت پر شائع ہوتا رہا ہے لیکن ادھر تقریباً ۶ ماہ سے ڈاک کا نظام صحیح نہ ہونے سے دو دو ہفتہ تک پوسٹنگ رکی رہتی ہے لہٰذا قارئین کرام سے گذارش ہے کہ ادارہ کو معذور سمجھیں پوسٹنگ کی اس دشواری کو بھی دور کرنے کی کوشش جاری ہے اور انشاء اللہ یہ دشواری دور ہو جائے گی۔

۲۔ چونکہ گرانی دن بدن بڑھتی جا رہی ہے اور عرصہ سے تعمیر حیات خسارہ کی منزل سے گذر رہا ہے اس لیے ادارہ اس کی سالانہ فیس بڑھانے پر مجبور ہے امید ہے کہ ہمارے قارئین تعمیر حیات کی افادیت کے پیش نظر ادارہ کے اقدام کے سلسلہ میں اپنی رائے سے مطلع کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جن حضرات کو نوازا ہے وہ اس مفید کام کے لیے بطور تعاون بھی رقم بھیج کر ادارہ کو اپنا تعاون پیش کریں اور اجر و ثواب کے مستحق ہوں، بہت سے احباب خریدار بن جاتے ہیں اور دوبارہ رقم بھیجنے میں کوتاہی سے کام لیتے ہیں۔ ادارہ اخلاقاً کافی عرصہ تک رسالہ بھیجتا رہتا ہے پھر مایوس ہو کر بند کرنا پڑتا ہے جس سے ادارہ کا بڑا نقصان ہوتا ہے امید ہے کہ ہمارے قارئین سرخ نشان دیکھتے ہی رقم بھیجنے کی زحمت فرمائیں گے یہ ممکن ہے سرخ نشان پر نظر نہ پڑتی ہو تو خط ملتے ہی رقم بھیج دیں گے مشتہرین حضرات اشتہار کا نیا ریٹ غور سے پڑھ لیں۔

آئندہ شمارہ سے تعمیر حیات کے اشتہار کا ریٹ ۲۰ روپیہ فی سینٹی میٹر فی کالم ہوگا

عورت پر علم کا حاصل کرنا فرض ہے۔

موجودہ حالات سے حدیث کی تطبیق

اس حدیث کا مسلمانوں سے مطالبہ ہے کہ کسی چیز کو معلوم کرنے کے لیے وہ یقینی علم پر اعتماد کریں خیالی اور ظنی علم پر نہیں اسی لیے حصول علم کی ہمت افزائی اور اس پر آمادہ کرنے کے لیے ان تمام طرق کو استعمال کیا گیا ہے جس سے وضاحت ہوتی ہے۔ مثلاً قرآن کریم نے اس طرح ترغیب دیا ہے (اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَاءُ) اللہ تعالیٰ سے اس کے عالم بندے ہی ڈرتے ہیں۔

۲۔ ہر وہ علم جو عمل کا نفع نہ دے شریعت میں اس کی تحسین نہیں کی گئی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ (علماء انبیاء کرام کے وارث ہیں) اس بات کو واضح کر دیتا ہے کہ علم عمل کا محرک و ذریعہ ہے اور اصلاً عمل ہی مقصود ہے۔

۳۔ یہ حدیث پاک علماء کا مرتبہ بلند کرتی ہے تاکہ علم کے طلب گار علماء کی خدمت میں حاضر ہوں اور ان کے علم سے فیض یاب ہوں، حکام و ذمہ داران حکومت بھی علماء کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں تاکہ مسئلہ مسائل معلوم کریں ان کے علم سے مستفید ہوں۔

۴۔ اللہ تعالیٰ نے کتاب و حکمت سکھانے والے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرما کر ہم پر لطف و کرم فرمایا جیسا کہ ارشاد باری ہے۔

"لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْہِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِہِمْ یَتْلُوْا عَلَیْہِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْہِمْ وَیُعَلِّمُہُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ" [۸]

خدا نے مومنوں پر بڑا احسان کیا ہے ان میں انھیں میں سے ایک پیغمبر بھیجے جو ان کو خدا کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے اور ان کو پاک کرتے اور (خدا کی) کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں۔

اس آیت پاک سے عالم اور طالب علم کی فضیلت کھل کر سامنے آجاتی ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ علم حاصل کرنا زندگی کی سب سے بڑی ضرورت ہے کہ اس کے بغیر انسان کو یہ نہیں معلوم ہو سکتا کہ دنیا کے جھمیلوں میں کس طرح زندگی گذارے۔

لہ زمر۔ ۹ ۲ المجادلہ ۔ ۱۱ ۳ آل عمران: ۱۱

۴۔ ۱/۲، ۳/۴ ۵ اعراف۔ ۳۳

۶ انفال۔ ۶۰ ۷ آل عمران۔ ۱۲۴

اعلان داخلہ

دار العلوم العربیۃ الاسلامیہ جودھپور (راجستھان)

مغربی راجستھان کا مشہور دینی ادارہ ہے، جس نے تقریباً تیس سال کے عرصہ میں وہ علمی و دینی خدمات انجام دی ہیں جو اپنی مثال ہیں۔ اب یہاں دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کا نصاب جاری کیا گیا ہے جس میں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری علوم کا خاطر خواہ حصہ بھی ہے اور عربی زبان و ادب سیکھنے اور عصری تقاضوں سے باخبر ہونے کے ممکنہ مواقع موجود ہیں، تفصیل کے لیے دار العلوم ھذا کا تعارف نامہ اور اس کا نصاب تعلیم دفتر دار العلوم سے رابطہ قائم کر کے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ درجات عربی و دینیات کے علاوہ شعبہ حفظ و قرأت بھی قائم ہے جس میں حفظ قرآن کریم کے ساتھ ساتھ اردو اور دینیات کی تعلیم کا بھی بہترین نظم ہے۔

مذکورہ درجات کے لیے شوال میں داخلے ہوتے ہیں، داخلہ کے لیے داخلہ فارم رمضان المبارک میں بھی ایک جوابی لفافہ بھیج کر حاصل کیا جا سکتا ہے داخلہ ۳۰ / شوال تک جاری رہتا ہے۔

فی الحال درجہ پنجم عربی تک کی تعلیم کا نظم ہے، لہٰذا صرف پنجم عربی تک کے طلبہ کا داخلہ ہوگا۔ مزید تعلیم ندوۃ العلماء لکھنؤ جا کر حاصل کر سکتے ہیں۔

مزید معلومات کے لیے دفتر دار العلوم العربیہ الاسلامیہ سے رابطہ قائم کریں۔

DARUL ULOOM AL-ARABIA AL ISLAMIA

STADIUM ROAD, MERTI GATE, JODHPUR-342006

فون نمبر 45564

اشتہار

بقیہ: درس حدیث

قدر و قیمت عیاں ہو کر سامنے آجائے، اور علماء کا مقام و مرتبہ بلند ہو۔

حدیث کا آخری لفظ علم اور علماء کی بلندی کے بارے میں آخری درجہ کا ہے کہ علماء انبیاء کرام کے وارث ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد صحابہ کرام کے لیے حصول علم کا محرک بنا چنانچہ وہ حصول علم کے ایسے رسیا بنے کہ حضرت عباس کا تو یہ عالم تھا کہ اگر ان کو معلوم ہوتا ہے کہ فلاں صاحب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث معلوم ہے تو وہ ان کے دروازہ پر حاضر ہوتے اگر وہ بزرگ قیلولہ فرما رہے ہوتے تو ابن عباس اپنی چادر سر کے نیچے رکھ کر ان کے دروازہ پر لیٹ جاتے گرد و غبار ان کے اوپر پڑتا رہتا اور کوئی پرواہ نہ کرتے فرماتے ہیں کہ وہ بزرگ نکلتے اور مجھ کو دیکھ کر فرماتے حضور کے چچا کے فرزند کیسے تشریف لانا ہوا؟ آپ نے مجھے بلا کیوں نہ بھیجا میں حاضر خدمت ہو جاتا، ابن عباس جواب میں فرماتے انہیں میرا یہ فرض تھا کہ حاضر خدمت ہوتا، پھر ان سے حدیث

بقیہ ص ۔ ۸

حدیث کا فقہی پہلو

۱۔ حدیث حصول علم پر آمادہ کرتی ہے۔ جو قرآن، حدیث یا ضروری فریضہ زندگی ہیں علوم حسب ذیل ہیں۔

(الف) جس علم کا حاصل کرنا فرض ہے وہ دینی اور شرعی علوم ہیں۔

(ب) وہ علوم جن کا حاصل کرنا فرض کفایہ ہے۔ وہ علوم جدیدہ جو مفید و نفع بخش ہوں، بعض لوگوں کے نزدیک ان کا حصول واجب ہے، اس لیے کہ وہ اس اصول میں داخل ہیں کہ جس کے بغیر واجب کی ادائیگی نہ پوری ہو سکتی ہو اس کا حصول بھی واجب ہے۔

۲۔ حصول علم واجب ہے گو اس سلسلہ میں صحیح حدیث نہیں ہے سوائے اس کے کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اتنے علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان کے لیے لازم ہے جتنے کا وہ وضو، نماز اور زکوٰۃ وغیرہ کے مسائل جاننے کا ضرورت مند ہوتا ہے اس حدیث کو یہ دوسری حدیث تقویت پہنچاتی ہے (طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ) ہر مسلمان مرد و

حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ اور ان کا اردو کلام مثنوی سلک نور کے آئینہ میں

(دوسری قسط)

مولانا خالد فیصل ندوی غازی پوری

دعوت وارشاد میں سرگرمی

پندرہ سولہ سال کی عمر میں تعلیم سے فراغت کے بعد جب سید احمد شہیدؒ کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل ہوا تو غیر معمولی ذکاوت اور علمی تبحر دو آتشہ ہوگیا، دعوت وارشاد کی ایسی سان چڑھی کہ شرک وبدعت کا وجود تھرا گیا پوری زندگی احیاء دین اور رد بدعت کے لیے وقف کردی اور اس دعوتی جہد میں وہاں تک پہنچے جہاں تک روشنی مشکل سے پہنچتی ہے۔

وہاں بھی گئے جہاں مقدس دیباک ز جاتے شرماتے ہیں۔ جہاں سے علماء وصلحاء کتراتے ہیں۔ ہر اس جگہ گئے جہاں ان کی ضرورت تھی، جہاں حق کی آواز شاذ ونادر پہنچتی تھی، اور جہاں جاہلیت کی رات تھی اسلام کا سورج ابھی طلوع نہیں ہوا تھا، انھوں نے اپنا خیال نہیں کیا، وہ یہ بھول گئے کہ وہ ان شاہ ولی اللہ کے پوتے ہیں جن کا نام لینا عصمت وعفت کے ان سیاہ خانوں میں گناہ ہے۔ اس عبد العزیز کے بھتیجے ہیں جو اپنے علم وفضل سے بادشاہت کر رہا ہے ان کو صرف یہ یاد رہا کہ وہ ایک عالم ہیں۔ جن پر تبلیغ: "وامر بالمعروف وانه عن المنكر" فرض ہے اگر اس میں کوئی کوتاہی کی تو سارا دہلی قیامت میں ان کا دامن پکڑے گا۔ (تقویۃ الایمان ص۱۲ از مولانا سید ابوالحسن علی ندوی)

خطابت کی گھن گرج سے شاہجہاں بادکی گلی گلی میں توحید وسنت کا چرچہ ہونے لگا لعد آپ کے کاشہب خامہ سے مرسومات فاسدہ اور معتقدات باطلہ بدعت وشرک اور اوہام پرستی کے استھانوں کو اپنی ٹاپوں سے روند ڈالا اور نوک قلم سے توحید وللہیت اخلاص وتوکل اور ایثار وقربانی کی عمدہ تصویریں دلوں میں ذہنوں میں بلکہ رگ رگ میں اتار دیں، نتیجہ بدعت ورسومات کے ٹھیکیدار اپنی پوری قہرمانیوں اور جنگ سامانیوں سے مسلح ہوکر توحید خالص کی اس صدائے حق کو کچلنے کے در پے ہوگئے لیکن اللہ وحدہ لاشریک کی شان یکتائی نے اس جسارت وبغاوت کو مہلت دینا گوارہ نہ کیا، اس کے غیور مزاج کے آگے شرک وبدعت کا سنگین محاذ بکھر گیا، ارباب جبہ ودستار کے توپ خانوں سے اٹھنے والی گھن گرج کا طلسم ٹوٹنے لگا تقویۃ الایمان سے پھوٹنے والا نور توحید ظلمت شرک وبدعت کی موجوں سے ہنستا کھیلتا بے خطر پھیلتا گیا، جس طرح چراغ سے چراغ جلتا ہے۔ اسی طرح اس مشعل توحید سے بہت سی مشعلیں روشن ہوتی گئیں یہاں تک کہ آخری دو صدیوں میں علم توحید کے روشن شعلوں کا عظیم ذخیرہ جمع ہوگیا۔

تقویۃ الایمان کی تاثیر اور اس کی ادبی حیثیت

آپ نے اس وقت لکھی جب اردو زبان ایام طفولیت سے گزر رہی تھی، ابھی گھٹنوں چلنا نہ آتا تھا حیرت ہوتی ہے کہ اس زمانے میں جب اردو نثر میں گنتی کی کتابیں تھیں ایک صاحب کمال نے اس میں کیا جادو بھر دیا ہے اور اس کی مدد سے اپنے خیالات کو کتنی خوبی سے ادا کیا ہے موج کوثر کے مصنف نے اس پر یوں تبصرہ کیا ہے۔

یہ کتاب نہ صرف مذہبی بلکہ ادبی نقطۂ نظر سے بھی بڑی اہم ہے، اس کا طرز تحریر ایسا بااثر اور پر زور ہے کہ بقول صاحب سیر المصنفین معلوم ہوتا ہے کہ ایک دریائے ذخار امڈا چلا آتا ہے۔

تقویۃ الایمان سے خلق خدا کو وہ فائدہ پہنچا اور عقائد کی ایسی اصلاح ہوئی کہ شاید کسی حکومت کی منظم کوشش سے مشکل سے ہوتی ہے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فرماتے تھے کہ مولوی اسمٰعیلؒ کی حیات ہی میں دو ڈھائی لاکھ آدمی درست ہوگئے تھے۔ اور ان کے بعد جو نفع ہوا [illegible] اندازہ ہو ہی نہیں سکتا۔

آپ کی شاعری کا تذکرہ

حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ اس دور کے علمی کمالات رنگ وآہنگ، جمال وجلال کے مجتمع الصفات افراد میں تھے، جہاں وہ ایک بے مثل خطیب محقق، مصنف، مجاہد، اولوالعزم داعی تھے، وہیں ان اوصاف فائقہ کے ساتھ پختہ اور پرگو شاعر بھی تھے۔ شاعری کے اداشناس ہی نہیں بلکہ سخن فہم نکتہ شناس بھی تھے، جس ماحول میں آپ کی تربیت ہوئی تھی اس نے خود آگاہی اور خدا آگاہی دونوں کا یکساں درس دیا تھا۔ اور پوری زندگی اس حسین امتزاج کا قوس قزح اور جمال آفریں بہار کا کامل نمونہ تھی، حضرت شاہ صاحب کی شاعری کا تذکرہ نگاروں میں سے کسی نے ذکر نہیں کیا ہے صرف نواب صدیق حسن خاں بھوپالی کی کتاب اتحاف النبلاء سے معلوم ہوا کہ شاہ صاحب اقلیم شاعری کو بھی سر کر چکے تھے، اور ان کا اشہب خامہ اس میدان میں بھی تیز گام تھا۔

مولانا غلام رسول مہر صاحب نے جماعت مجاہدین میں آپ کی جہاں دیگر تصنیفات کا تذکرہ کیا ہے، وہاں آپ کی شاعری کا تذکرہ بس یوں ہی سا کیا ہے، جس سے صحیح اندازہ لگانا بھی مشکل ہوتا ہے کہ شاہ صاحب نے واقعی شاعری بھی کی تھی وہ لکھتے ہیں۔

کچھ منظومات بھی ان سے منسوب ہیں مثلاً ایک نعتیہ قصیدہ فارسی میں، ایک قصیدہ .... مدح میں توحید پر ایک مثنوی فارسی میں موسوم بہ سلک نور اور اسی نام کی ایک مثنوی اردو میں جماعت مجاہدین ص۱۲۹

مثنوی سلک نور

حالانکہ یہ مثنوی کتابچہ کی شکل میں ۱۲۹۰ھ میں مطبع نظامی سے شائع ہوچکی ہے۔ بعد ازاں جناب محمد خالد سیف نے پاکستان سے شاہ صاحب کا ایک مجموعۂ کلام اردو اور فارسی کی نظموں پر مشتمل شائع کیا ہے، اور اس طرح اردو ادب میں ایک گراں بہا اضافہ ہوا ہے۔ جو ادبی دنیا پر حضرت شاہ صاحب کی قادرالکلامی کا بین ثبوت ہے ؎

تتبع زہر گوشۂ یافتم
زہر خرمنے خوشۂ یافتم

مجموعۂ کلام کی تفصیل

سیف کے جمع کردہ مجموعہ میں جو کلام ہے اس کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ مثنوی سلک اردو ۱۳۱۲ھ میں مولوی ابومحمد جمیل صاحب کے حسب فرمائش رسالہ حقیقۃ الصلاۃ کے ساتھ پرکاش اسٹیم پریس لاہور سے طبع ہوئی تھی، حقیقۃ الصلاۃ حضرت سید احمد شہیدؒ کی ایک تقریر ہے، مرتب یا ناشر کے سہو کی وجہ سے اس کا انتساب حضرت شاہ صاحب کی طرف ہے حقیقۃ الصلاۃ ص۱ سے ص۱۶ تک اور مثنوی سلک نور ص۱۷ سے ص۲۷ تک۔

۲۔ مثنوی سلک نور" فارسی" راولپنڈی کے ایک صاحب کے پاس اس کا ایک قلمی نسخہ ہے جو کہ انھوں نے ایک دوسرے قلمی نسخہ سے نقل کیا ہے۔

۳۔ قصیدہ در مدح سید احمد شہیدؒ

۴۔ قصیدہ در مدح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، از ملخص نئے اور پرانے چراغ ص۱۳۵-۱۹۵

شاہ صاحب کا اردو کلام مثنوی سلک نور

شاہ صاحب کے اردو کلام میں مثنوی سلک نور وہ معرکۃ الآراء نظم ہے، جس میں قوت بیان، درد وتاثیر، استعارات وکنایات کی اثر آفرینی، تشبیہات وتلمیحات کی کثرت، جودت طبع، الفاظ کا شکوہ، معنی کا جمال وجلال اور قوافی پر مالکانہ قدرت اور سحرانگیزی سب کچھ موجود ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ادب اسلامی کا اعلیٰ سے اعلیٰ جو تصور ہوسکتا ہے اس کا مثالی نمونہ اس مثنوی کو قرار دیا جاسکتا ہے۔

(باقی آئندہ)

★ ★ ★ ★

دعائے مغفرت

جناب مولانا محمد خالد صاحب ندوی غازی پوری استاذ حدیث دارالعلوم ندوۃ العلماء کے حقیقی ماموں جناب سید منور حسین صاحب کا گذشتہ ہفتہ بیالیس سال کی عمر میں اپنے وطن بلیا میں انتقال ہو گیا تمام قارئین سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

(ادارہ)

سوال و جواب

مولوی محمد طارق ندوی

س:۔ ایک شخص تنہا نماز پڑھ رہا تھا ایک دوسرا شخص آگیا تو کیا یہ منفرد امام بن سکتا ہے؟

ج:۔ ہاں، اگر ایک شخص تنہا نماز شروع کرے اور اس کے ساتھ دوسرے لوگ اگر شامل ہوجائیں تو جماعت ہوجائے گی۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک رات میں اپنے خالہ میمونہؓ کے یہاں سو یا رات کو جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر نماز پڑھنے لگے تو میں بھی آپؐ کے ساتھ شامل ہوگیا۔ (بخاری، مسلم)

س:۔ کسی کے ذمہ روزوں کی قضا تھی اچانک اس کا انتقال ہوگیا تو کیا اس کا ولی اس کی طرف سے روزوں کی قضا کرسکتا ہے؟

ج:۔ نہیں ولی مذکور شخص کی طرف سے روزوں کی قضا نہیں کرسکتا ہے، البتہ وہ اس کی طرف سے فدیہ دے سکتا ہے ہر روزہ کے بدلہ صدقۂ فطر کے بقدر فدیہ ہوگا۔

س:۔ کیا صرف سنیچر کے دن کا روزہ رکھنا شرعاً ناپسندیدہ ہے؟

ج:۔ ہاں صرف سنیچر کے دن کا روزہ رکھنا مکروہ ہے عبد اللہ بن بشرؓ اپنی بہن حضرت صماءؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہفتہ کے دن روزہ نہ رکھو الا یہ کہ اس دن کوئی فرض روزہ آجائے اگر تم میں سے کوئی شخص کھانے کے لیے انگور کی بیل کی ٹہنی یا کسی درخت کی چھال کے سوا کچھ نہ پائے تو اس کو چبالے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

س:۔ ایک شخص پر مالدار ہونے کی وجہ سے یا حج کی نذر ماننے کی وجہ سے حج فرض ہوچکا تھا لیکن وہ مرگیا اور حج نہ کرسکا تو کیا اس کی طرف سے حج کیا جاسکتا ہے؟

ج:۔ ہاں! میت کی طرف سے حج کیا جاسکتا ہے خواہ وہ اس کی وصیت کر جائے یا نہ کر جائے۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے سوال کیا "میری ماں نے نذر مانی تھی کہ حج کرے گی" لیکن وہ حج کیے بغیر مرگئی کیا میں اس کی طرف سے حج کرسکتی ہوں فرمایا ہاں! تم اس کی طرف سے حج کرو۔ تم یہ بتاؤ کہ اگر تمہاری ماں کے ذمہ کچھ قرض ہوتا تو کیا تم اسے ادا کرتیں، اللہ کا قرض ادا کرو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ادائیگی کا سب سے زیادہ حقدار ہے۔ (بخاری)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک آدمی نے حاضر ہوکر سوال کیا، میرے باپ نے اسلام کا (عائد کردہ) فریضۂ حج ادا نہیں کیا تھا، آپؐ نے فرمایا تم یہ بتاؤ کہ اگر تمہارے باپ کے ذمہ کچھ قرض ہوتا تو کیا تم اسے ادا کرتے؟ اس نے جواب دیا جی ہاں، فرمایا تو یہ بھی اس کے ذمہ قرض ہے اسے ادا کرو۔ (طبرانی)

س:۔ جس عورت کے شوہر کا انتقال ہوگیا ہے کیا وہ رنگین کپڑے پہن سکتی ہے؟

ج:۔ صورت مسئولہ میں عورت ایام عدت میں بناؤ سنگار نہیں کرسکتی ہے، عدت کے دن گزرنے کے بعد زیورات اور رنگین کپڑے پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س:۔ امام مسجد اگر فجر میں سویا ہے جماعت سے نماز ادا نہ کرے تو کیا دوسری نمازوں کی امامت درست ہوگی ایسا ہی اگر دوسری نمازوں میں کرے تو کیا حکم ہوگا۔؟

ج:۔ اگر امام جماعتوں کو ترک کرتا ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہوگا اور اگر کبھی کسی مجبوری کی بنا پر جماعت چھوٹ جاتی ہے حتی الامکان امام نمازوں کا اہتمام کرتا ہے تو اس کی امامت درست ہوگی۔

مختصر عالمی خبریں

معید اشرف ندوی

● ملیشیا کے وزیر اعظم مسٹر مہاتیر محمد کے بیان کے مطابق ملیشیا اور ایران کے درمیان کچھ معاہدات پر دستخط ہوئے ہیں جن کے تحت دونوں ممالک ٹکنیشین کا تبادلہ کریں گے اور مشترکہ ٹریڈ کونسل کے سالانہ اجلاس منعقد کیے جائیں گے۔ تاکہ باہمی تعلقات مزید مضبوط ہوسکیں اور معاشی میدان میں بھی تعمیری تعاون حاصل رہے گا۔

● روسی مصنف ڈیرانے آٹھ سال کی مسلسل کوشش کے بعد قرآن پاک کے دو تہائی حصہ کا روسی زبان میں ترجمہ مکمل کرلیا ہے اس سے قبل کچھ پاروں کا ترجمہ ۱۹۹۱ء میں شائع ہوچکا ہے جس کی روسی مسلمانوں نے بڑی پذیرائی کی تھی ۸۰ سال بعد روسی زبان میں یہ پہلا مستند ترجمہ ہوگا یہ وہاں کے مسلمانوں کے لیے ایمان واعتقاد کو مضبوط کرنے کا بہترین ذریعہ ثابت ہوگا۔ واضح رہے کہ ڈیرانے ۱۶ سال قبل عیسائیت سے توبہ کرکے اسلام قبول کرلیا تھا۔

● عالمی ادارۂ صحت کی ایک رپورٹ کے مطابق حادثات اور تشدد کے نتیجہ میں دنیا بھر میں ۵۰ لاکھ افراد سالانہ ہلاک ہوجاتے ہیں۔

● امریکہ کے انفارمیشن کے سرکاری جریدہ (ٹائیک) میں شائع شدہ ایک مضمون میں یہ انکشاف کیا گیا ہے کہ امریکہ میں مسلمانوں کی آبادی تقریباً ۴۰ لاکھ ہے جن میں ۱۰ لاکھ سیاہ فام نومسلم بھی شامل ہیں اور چند ہزار سفید فام عیسائی بھی مسلمان ہوئے ہیں مسلمانوں کی آبادی میں اضافہ کا سبب شرح پیدائش میں زیادتی ہے، ماہرین کا خیال ہے کہ اگلے دس سالوں میں مسلمانوں کی آبادی یہودیوں پر سبقت لے جائے گی۔

● امریکی وزیر خارجہ مسٹر وارن کرسٹوفر نے اعلان کیا ہے کہ اگر سربوں نے بین الاقوامی منصوبۂ امن کو منظور نہ کیا تو امریکہ بوسنیائی مسلمانوں پر عائد اسلحہ کی پابندی کو اٹھالے گا۔

● امریکی طیارہ ساز کمپنیاں حکومت پر دباؤ ڈال رہی ہیں کہ وہ ایران کو طیاروں کی فروخت پر لگائی گئی پابندی اٹھائے کیونکہ اس وقت امریکی طیارہ ساز صنعت بحران کا شکار ہے اور ہزاروں ملازمین کو عارضی طور پر برطرف کردیا گیا ہے۔ واضح رہے کہ ایران کروڑوں ڈالر کے مسافر بردار جہاز خریدنے والا ہے اس سلسلہ میں وہ فرانس، جرمنی، برطانیہ اور اسپین سے رابطہ قائم کیے ہوئے ہے۔

● چاڈ کے اسلامی اکیڈمی کے صدر محمد حسن تخیر کے بیان کے مطابق چاڈ کی ۵۰ لاکھ آبادی میں مسلمانوں کا تناسب ۸۵ فی صد ہے جن میں بیشتر عرب ہیں ان کا کہنا ہے کہ اس وقت وہاں اسلامی بیداری کافی حد تک پائی جارہی ہے اور مسلمانوں کا یہ مطالبہ زور پکڑتا جارہا ہے کہ اسلام کو سرکاری مذہب اور فرانسیسی کے بجائے عربی کو ملک کی سرکاری زبان قرار دیا جائے۔

● یوگوسلاویہ کی باقی ماندہ وفاقی حکومت کو عالمی عدالت نے حکم دیا ہے کہ وہ بوسنیا ہرزے گووینا کے مسلمانوں کا ہر طرح تحفظ کرے اور ان کی نسل کشی کے اقدامات کو اپنی پوری طاقت استعمال کرکے روک دے۔

● انڈونیشیا نے ملیشیا کو یہ پیشکش کی ہے کہ اگر وہ عازمین حج کو بھیجنے کے لیے اس سال زیادہ خواہش رکھتا ہے تو انڈونیشیا اپنا کچھ کوٹا دینے کو تیار ہے۔ واضح رہے کہ اسلامی کانفرنس کی تنظیم کے مطابق ہر ملک کو اپنی آبادی کے ایک ہزار افراد میں سے ایک کو حج پر بھیجنے کی اجازت ہے اس اصول کے تحت انڈونیشیا ایک لاکھ ۹۰ ہزار افراد بھیج سکتا ہے اور ملیشیا ۱۸ ہزار جب کہ درخواستیں ۵۰ ہزار موصول ہوئی ہیں۔

● فلسطینی لیڈر فیصل الحسینی نے کہا ہے کہ مغربی کنارہ اور غزہ پٹی کی سرحدیں بند کرنے کے بعد اب یہ اندیشہ پیدا ہوگیا ہے کہ اسرائیل ان علاقوں کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں بانٹ دینا چاہتا ہے کچھ ماہ قبل فلسطینی شہریوں کے ہاتھوں ۱۳ اسرائیلیوں کے قتل کے بعد یہ سرحدیں بند کردی گئی تھیں اس تقسیم سے فلسطینیوں کے لیے بے شمار مسائل اور خرابیاں پیدا ہوجائیں گی اور ایک علاحدہ فلسطینی ریاست کا قیام دشوار ترین ہوجائے گا۔

● پی ٹی آئی کی ایک خبر کے مطابق گزشتہ سال جنوری سے لے کر ستمبر تک کشمیر میں ۳۰ ہزار ۷ سو ۳۰ سرکاری گاڑیاں چوری ہوئیں جب کہ اسی شہر میں سرقہ کاریوں کی تعداد ۱۹۹۱ء میں ایک لاکھ ۳ ہزار ۸ سو ۴۰ تھی اس سلسلہ میں دہلی ... دوسرے نمبر پر ہے۔

● آسٹریلیا میں مسلمانوں کی آبادی کا تناسب ایک حالیہ رپورٹ کے مطابق ... فیصد ہے۔